لباسِ رسول ﷺ کی تفصیل

مع احکام اللباس



از قلم
دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپور

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

لباسِ رسول ﷺ کی تفصیل

مع

احکام اللباس

از قلم دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدثِ بہاولپور (متوفی 1431ھ)

سعادت اشاعت: ابوحذیفہ محمد خالد اویسی (میانوالی)

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

نام کتاب	:	لباس کی تفصیل ۔ احکام لباس
از قلم	:	حضرت علامہ الحاج مفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپور
مضامین کی ترتیب	:	مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی
اشاعت اہتمام	:	ابوحذیفہ محمد خالد اویسی (میانوالی)
سن اشاعت	:	جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ مئی ۲۰۱۱ء
تعداد	:	1100
صفحات	:	64
ہدیہ	:	40 روپے

اس رسالہ کی ساری آمدنی آئندہ اشاعت کے لیے وقف ہے۔

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات / نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضانِ اولیاء کاموکی
مکتبہ فیضان مدینہ گکھڑ / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بک شاپ اردو بازار لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان / مکتبہ صابریہ لاہور / اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

تحمید وتمہید

بعد از حمد وتعریف الٰہی اور بعد از تحیہ رسالت پناہی معلوم ہو کہ یہ مختصر رسالہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہٖ اجمعین کے لباس مبارک کی تفصیل بیان ہوگی۔

وجہ تالیف

اس کی تالیف کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دستور فائض النور کا فیض تام اور بہرہ عام تمام مومنین اہل اسلام کو نصیب ہو جائے اور اس لباس سے کہ جس کا استعمال اور اس کا پہننا بدعت ہے اور وہ طریقہ جو بدمذہبوں اور گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اس سے نہ صرف باز رہیں بلکہ اسے بالکل ترک کر دیں تا کہ سنت مطہرہ کی متابعت سے بہرہ ور ہو کر ثواب جمیل واجر جزیل سے فائز ہوں۔ اور سنت محبوب کریم روف ورحیم ﷺ کے برکات حاصل کریں۔

نوٹ: دراصل یہ رسالہ "**کشف الالتباس فی استحباب اللباس** از سیدنا الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسے فقیر نے فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اس پر اضافہ کیا تو مستقل تصنیف ہوگئی اسی لئے اسے علیحدہ نام دے کر "لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس" تجویز کیا۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا رسول الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین**

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور پنجاب پاکستان

۱۷ رجب ۱۴۱۱ھ بروز اتوار

لباس کا لغوی شرعی معنٰی

جان اے جان من کہ لباس مصدر ہے بمعنی ملبوس جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب کے ہے۔

شرعی معنی ': عرف شرع میں لفظ لباس دستار، جبہ وکلاہ ورداء وازار اوران چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جو پہننے کے کام آتی ہیں۔

لباس المصطفٰی علیہ السلام کی تفصیل اور سفید لباس کی اہمیت

حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مقدس اکثر سفید ہوتا تھا اور آپ سفید لباس کو بہت پسند فرماتے اور اپنی امت کو اس کے پہننے کی تاکید فرمائی۔

☆ چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

و علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسها احیاء کم و فانها من خیار ثیابکم. الیٰ آخر (او کما قال)

کہ تم سفید کپڑوں کو لازم پکڑو۔ چاہیے کہ انہیں تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور تم ان کپڑوں میں اہل اموات کو کفن دو کیونکہ یہ سفید کپڑے تمہارے اچھے لباس میں سے ہیں۔ (راوہ احمد ونسائی، الحاکم وقال السیوطی ھذا حدیث صحیح)

☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔

.قال النبی ﷺ البسو البیاض فانها اطهر و طیب و کفنوا فیها موتاکم

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنو، کیونکہ یہ سفید کپڑے زیادہ صاف اور پاکیزہ ہیں اور اموات کو بھی ان میں کفناؤ۔ (راوہ الحاکم وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح، ریاض الصالحین)

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

البسو من ثیابکم البیض فالهامن خیر ثیابکم و کفنوا فیها موتاکم وان خیراکحلکم الاثمدیجلوبنبت الشعر (راوہ الترمذی وابو داود)

کہ تم سفید کپڑے پہنو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارے

لیے بہترین سرمہ اثمد ہے کہ وہ نظر کو تیز کرتا اور بالوں کو اگاتا ہے۔

☆ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان حسن ما زُرتم اللہ به فی قبورکم ومساجدکم البیاض ۔(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ۔ابن ماجہ)

ترجمہ ۔بہترین چیز جس کے ساتھ تم اپنی قبور میں اور اپنی مساجد میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو سفید رنگ کا لباس ہے۔

☆ امام ابن ماجہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

البسو ثیاب البیاض فانها اطهر و طیب.(ابن ماجه جلد ۲)

ترجمہ کہ سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور زیادہ ستھرا ہوتا ہے۔

فائدہ۔ ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے سفید لباس پسند فرماتے ہوئے زیب تن فرمایا اور اپنی امت کو سفید لباس پہننے کی ترغیب فرمائی اور اس کے فوائد بھی بیان فرمائے۔ اس لیے فقہاء کرام نے سفید لباس پہننا افضل قرار دیا ہے۔ملاحظہ ہو۔

مسئلہ: بستان فقیہ ابی اللیث میں ہے کہ " یستحب البیض والخضر من الثیاب"

یعنی سفید اور سبز کپڑے پہننا مستحب ہے۔

اور شرعۃ میتن میں ہے:

الالوان البیاض والنظر الی الاخضر یزید فی البصر وقد لبس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابرد الاخضر و لبس الاخضر سنة و یجتنب الرجال الاحمرة والصفرة من الثیاب.

ترجمہ: یعنی کپڑوں میں سب سے محبوب ترین سفید رنگ ہے اور سبز رنگ کی طرف دیکھنا بینائی میں زیادتی ہوتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز چادر بھی زیب تن فرمائی ہے اور سبز لباس استعمال کرنا سنت ہے اور مردوں کو سرخ، زرد کپڑوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال: بعض اعدائے اولیاء نے اعتراض کیا ہے کہ شیخ الشائخ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہٗ (کوٹ مٹھن شریف) نے سرخ رومال استعمال فرمایا اب آپ کے مریدین استعمال کرتے ہیں۔

جواب: ممانعت میں وہ سرخ رنگ کا کپڑ مراد ہے جو سالم سرخ ہو جس میں دھاریاں سفید ہوں وہ ممنوع نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رومال میں سفید دھاریاں ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "سرخ لباس" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیاہ لباس پہننا کیسا ہے؟

:ملتقط میں ہے وَلُبْسُ السَّوادِ لیس بسنۃٍ وَّلا فِیْہِ فَضلَ بَلْ کَرَاھَۃٌ لِاَنَّہٗ بِدْعَۃ محدثۃ بعد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: سیاہ رنگ کا لباس استعمال کرنا سنت نہیں اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ یہ لباس حضور علیہ السلام کے بعد مستعمل ہوا لہٰذا بدعت ہے

قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ

روضۃ العلماء میں ہے:ان ابا حنیفۃ رضی اللہ عنہ قال لبس السواد لا یجوز لا نھم کانوا یلبسون ذلک فی زمانہ بل یعدون عیبا وقال ابو یوسف و محمد رحمھما اللہ تعالیٰ لان فی زمانھما کانوا یلبسون ویفتخرون بہ .

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیاہ لباس پہننا ناجائز ہے۔ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس نہیں پہنتے تھے بلکہ اس کا پہننا عیب سمجھتے تھے اور حضرت امام ابو یوسف و امام محمد رحمھما اللہ (صاحبین) فرماتے ہیں سیاہ لباس پہننا جائز ہے کیونکہ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس پہنتے تھے اور اس کے پہننے کو فخر سمجھتے تھے۔

ازالہ وہم۔ جہاں صاحبین کا قول امام اعظم ؓ کے خلاف ہو تو فتویٰ امام اعظم ؓ کے قول پر ہوتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا قاعدہ ہے کہ تبدل الاحکام باختلاف الزمان زمانہ کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں اب چونکہ یہ لباس شیعوں کے شعار میں ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ تشابہ بالغیر مکروہ ہے ہمارے زمانے میں ان کے شعار کو اپنانا ممنوع ہے ہاں سیاہ عمامہ میں حرج نہیں کیونکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کریمہ سے ثابت ہے۔

اور کنز میں ہے: وندب لبس السواد

یعنی سیاہ لباس پہننا مندوب ہے اور شرعیت میں ہے

وقد لبس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامۃ سوداء و یرسل ذنبہ بین کتفیہ۔

حضور نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا اور آپ شملہ اپنے دو کاندھوں کے مابین چھوڑتے تھے۔ (شملہ عربی لفظ ہے اس سے مراد طرۃ ہے)

دستار مبارک اور اس کے چند مسائل

پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ کپڑا اسفید ہو جس میں دیگر رنگ کی ملاوٹ نہ ہو۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی اور کبھی سبز بھی اور کبھی سیاہ بھی ہوتی تھی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنگ کے وقت آپ کی دستار سیاہ ہوتی تھی بعض اس کی توجیہ یوں فرماتے ہیں کہ وہ دستار دراصل تو سفید تھی مگر بار بار زرہ کے مس کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے سیاہ پگڑی بھی استعمال فرمائی ہے۔

دستار مبارک کا طول وعرض

آپ کی دستار شریف گھر کے لئے سات یا آٹھ گز تھی نماز پنجگانہ کے لئے بارہ گز عید اور جمعہ کے لئے چودہ گز اور جنگ کے وقت پندرہ گز کی تھی۔

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ

گز واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی)

مسئلہ:۔ مروی ہے کہ عمامہ چودہ گز سے متجاوز نہ ہو۔

فائدہ: گز شرعی ایک ہاتھ ہے یہاں یہی مراد ہے عرفی گز۔

مسئلہ: علمائے متاخرین رئیس قوم اور قاضی ومفتی وفقیہ وامام مسجد وموذن اور مشائخ عظام وپیر صاحبان اور نمازی کے لئے اکتیس ہاتھ تک کی پگڑی باندھنا جائز سمجھتے ہیں وہ محض ان کے وقار و تمکین وہیبت کے اضافے کے لئے۔ مگر افسوس کہ اکثر علماء ومشائخ حضرات نے عمامہ پہننا ترک کر دیا مختلف ٹوپیوں مثلاً جناح کیپ وغیرہ کو ترجیح دیتے ہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ پگڑی دراز ہو نہ کہ عریض اور پگڑی کا عرض صرف نصف ہاتھ ہو یا کچھ تھوڑا سا کم وبیش اور لمبائی کم از کم سات ہاتھ ضرور ہو اور گز کی مقدار چوبیں انگل جس کی چھ مٹھی ہوتی ہے۔

مسئلہ: سنت ہے کہ پگڑی باوضو ہو کر اور قبلہ رو ہو کر اور کھڑے ہو کر باندھے۔ یہ جو مشہور ہے کہ عمامہ مسجد میں بیٹھ کر باندھے غلط ہے۔

مسئلہ: جب پگڑی کھولے تو ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ کر کے کھولے یکبارگی نہ کھولے بلکہ جس طرح ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ باندھا تھا اسی طرح کھولے۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے کے بعد شیشہ یا پانی یا اس جیسی چیز میں دیکھ کر اسے ٹھیک کرے۔

مسئلہ: پگڑی یا شملہ باندھے اس کے متعلق اختلاف ہے اکثر اوقات حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شملہ مبارک پیٹھ کے پیچھے رہتا تھا اور کبھی سیدھی جانب لیکن بائیں جانب شملہ رکھنا بدعت ہے (اس کا خیال نہیں کیا جاتا کہ شملہ جیسا ہے ویسے رہے)

مسئلہ: شملہ کم از کم چار انگل ہو اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ۔ پیٹھ سے زیادہ بڑھانا بدعت ہے۔ صرف نماز کے وقت شملہ بڑا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ: شملہ رکھنا مستحب ہے اور سنن زوائد سے ہے چنانچہ اس کے ترک کرنے سے گناہ نہیں اگرچہ اس کے کرنے سے ثواب اور بڑی فضیلت ہے۔

چنانچہ "الروضۃ" میں ہے: "اِرْسَالُ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ مَنْدُوْبٌ" یعنی شملہ کو دو کاندھوں کے مابین چھوڑنا مندوب ہے۔

پیٹھ کے پیچھے شملہ چھوڑنا مستحب ہے، سنت موکدہ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی شملہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں رکھتے تھے۔

فقہا کرام نے اس بارے میں قیاسی دلائل بہت دیے ہیں جو کہ شملہ کے رکھنے سنت موکدہ کہتے ہیں۔ بعض دائیں جانب کو شملہ رکھنے کو درست مانتے ہیں لیکن یہ قول قوی و معتبر نہیں۔ اگرچہ بعض دلائل اس بارے میں درج کیے ہیں۔ متاخرین علماء جہال زمانہ کے تمسخر اور طعن کی وجہ سے سوائے صلوٰۃ پنجگانہ کے شملہ نہیں رکھتے تھے۔ فتاویٰ حجت میں فرمایا کہ:

ترک الذنب اثم ورکعتان مع الذنب افضل من سبعین رکعۃ بغیر ذنب والذنب ستۃ انواع للقاضی خمس و ثلثون اصبعاً وللخطیب احدی وعشرون اصبعاً للعالم سبعاً و عشرون اصبعاً وللمتعلم سبع عشر اصبعاً وللصوفی سبع اصابع وللعامی فی اربع اصابع.

ترجمہ: شملہ ترک کرنا گناہ ہے اور ہر وہ دو رکعت جو شملہ کے ساتھ ادا کی جائیں ستر رکعت بغیر شملہ سے افضل ہے اور شملہ چھ اقسام ہیں۔ قاضی کے لئے پینتیس (۳۵) انگل، امام وخطیب کے لئے اکیس (۲۱) انگل، علماء کے لئے ستائیس (۲۷) انگل طالب علم کے لئے سترہ (۱۷) انگل صوفی کے لئے سات (۷) انگل اور عوام کے لئے چار (۴) انگل۔

مسئلہ: عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا اس طرح شلوار بیٹھ کر پہنی چاہیے۔ اس برعکس کرنا نقصان ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ: من تعمم قاعدا و تسرو اقائما ابتلاہ اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء لہ

یعنی جس نے پگڑی بیٹھ کر باندھی اور کھڑے ہو کر شلوار پہنی اسے اللہ تعالیٰ ایسی بلاء میں مبتلا فرمائے گا کہ جس کا کوئی دواء ہی نہیں (ہاں اور اگر معذور ہے تو جائز ہے۔)

مسئلہ: کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو سیاہ اور سبز لباس سے مشہور نہ کرے کیونکہ وہ مکروہ وممنوع ہے۔

ازالہ وہم: برائے سبز عمامہ

سبز عمامہ پہننا جائز ہے اسے سنت کا درجہ دینا غلط ہے تفصیل دیکھنے کے لئے فقیر کا رسالہ ''سبز عمامہ کا جواز'' پڑھیے۔ (مطبوعہ ہے عام ملتا ہے)

تکبر کا لباس نہ پہنیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من لبس ثوب شهرة فى الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القيامة

یعنی جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اسے قیامت میں رسوائی کا لباس پہنایا جائے گا اگر کبھی کبھی ہو تو جائز ہے منع نہیں۔ (یعنی ایسا لباس جس کو پہن کر اپنی بڑائی دیکھنا مقصود ہو)

مسئلہ: بہترین لباس سفید ہے۔ سیاہ یا سبز پگڑی اس طرح پائجامہ، چادر سیاہ پہن کر بادشاہوں اور امیروں کے گھر نہ جائیے یہ ممنوع ہے۔

ٹوپی

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں ۱۔ لاطیہ ۲۔ ناشزہ

لاطیہ اسے کہتے ہیں جو سر پر متصل ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سر پر رکھا

ہے اور ناشزہ وہ ہے جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کو بڑھی ہوئی ہو اسے طاقیہ کہتے ہیں اسے آپ نے کم استعمال فرمایا لیکن بعض مشائخ نے عمل میں لائی ہے اس لئے جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی لاطیہ قسم کی تھی جو کہ ہمیشہ پگڑی کے نیچے ہوتی تھی اور آپ نے کبھی ٹوپی کے بغیر بھی دستار مبارک باندھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی بیچدار اور گنبد نما تھی جیسا کہ عرب کے علماء وشرفاء کا دستور ہے۔

القناع سر بند شریف۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَانَ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔ ترجمہ فرماتے کہ رسول کریم ﷺ القناع کو اکثر استعمال فرماتے تھے یہ کپڑا گویا تیل میں نچڑا ہوا ہوتا۔

اس حدیث مبارکہ القناع کا ذکر آیا ہے القناع اس کپڑے کو کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ سر اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے اس رومال یا کپڑے (سربند) کے اوپر عمامہ شریف باندھتے تاکہ تیل کی چکناہٹ سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔ (انوار غوثیہ شرح شمائل)

سبحان اللہ محبوب خدا ﷺ انتہائی نفاست پسند اور ایسے نازک مزاج تھے کہ جب سر اقدس پر تیل لگاتے تو اس کے لیے ایک الگ کپڑا مختص فرما رکھا تھا جس سے سر اقدس کو لپیٹ لیتے تاکہ ٹوپی اور عمامہ شریف یا دوسرے کپڑے تیل کی چکناہٹ سے محفوظ رہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مبارک کی تفصیل۔

حضور نبی کریم ﷺ کا عمامہ شریف اکثر سفید کبھی سیاہ استعمال فرماتے۔ شملہ مبارک کبھی چھوڑ دیتے اور کبھی نہیں شملہ اکثر دونوں شانوں کے درمیان اور کبھی دوش مبارک پر پڑا بعض اوقات تحنک بھی فرماتے (یعنی دستار مبارک کا ایک پیچ تھوڑی مبارک کے نیچے لا کر باندھتے) عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی ہوا کرتی تھی۔ اس بارے کچھ احادیث ومسائل بیان ہو چکے ہیں۔ اور کچھ فقیر عرض کرتا ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف نہ اتنا وزنی تھا اور نہ اتنا بڑا کہ جس سے سر مبارک پر بوجھ محسوس ہوتا اور نہ اتنا چھوٹا تھا اور ہلکا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔

مروی ہے کہ عمامہ شریف چودہ (۱۴) گز شرعی سے متجاوز نہ ہوتا اور کبھی سات گز۔

یاد رہے کہ۔ شرعی گز ایک ہاتھ کا ہوتا ہے جو بیچ کی انگلی سے کہنی تک ہے اس کی مقدار دو بالشت ہے۔ یعنی چوبیس انگل عقد اور "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے حروف کی گنتی کے مطابق چوبیس (۲۴) حروف ہیں اور بعض مقامات ہیں جیسے حوض کو ناپنے میں ذراع کا اعتبار ہے ایسے ہی کپڑا ناپنے کے لئے گز کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور یہ گز ہر قوم اور ہر زمانے میں رائج ہے (جو تین فٹ یا ۳۶ انچ کا ہوتا ہے۔

اس کا اعتبار عمامہ سے بھی جائز ہو سکتا ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ قدر معہود پر کچھ زیادہ کرے تو اس میں مذمت کی جاتی ہے وہ جو ایک حدیث میں ہے کہ عمامہ مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان حاجز ہے یعنی امتیاز ہے تو وہ عمامہ عذبہ یعنی شملہ کے ساتھ ہے جیسا کہ سیاق حدیث اس میں شاہد ہے۔

فائدہ: عذبہ یا شملہ اسے کہا جاتا ہے جو عمامہ کے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عمامہ شریف کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست بلند نہ تھی طاقیہ (جسے آجکل کلاہ کہتے ہیں) کی مانند ہے اور حضور علیہ السلام کی ٹوپی سفید تھی۔

مسلمان و مشرک کے درمیان فرق۔

مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ (ابوداؤد شریف کتاب اللباس)

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے۔

ہمارے عمامے ٹوپیوں پر باندھے جاتے ہیں اور ان کے عمامے ٹوپیوں کے بغیر باندھے جاتے۔ وہ بغیر عماموں کے ٹوپیاں پہنتے ہیں اس لئے کہ عمامہ باندھنا مشرکوں سے بھی ثابت ہے جب حضور علیہ السلام عمامہ باندھتے تو سدل فرماتے یعنی سرا چھوڑ جاتے۔

فائدہ: شمائل ترمذی میں ہے اتنا زیادہ کیا کہ "قد ارخیٰ طرفھا بین کتفیه" یعنی عمامہ کے سرے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے اسے عذبہ، ذوابہ اور شملہ بھی کہتے ہیں اور یہ عمامہ کی سنت بھی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عمامہ باندھنے میں تدویر یعنی گولائی فرماتے اور دستار کے پیچ کو سر مبارک پر لپیٹتے اور اس کے سرے کو عمامہ سے لپیٹتے اور دوسرا کو چھوڑتے اور لٹکاتے تھے۔

فائدہ: حضرت عمرو بن حریث سے روایت ہے۔

اَنَّ نبیَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآء

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منبر مبارک پر لوگوں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

جبکہ دوسری روایت مسلم میں ہے۔ قَدْ اَرخی طرفیه بین کتفیه ۔ کہ آپ ﷺ کو منبر اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور اس کے ایک سرے کو دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذوابہ کا ذکر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شملہ ہر جگہ دائمی نہ تھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود (لوہے کی ٹوپی جسے دوران جنگ سر پر پہنتے) تھا علماء فرماتے ہیں کہ دخول مکہ کے وقت جسم اطہر پر ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور سر مبارک پر خود تھا اور دستار نہ تھی اور ہر جگہ اس کی مناسبت سے لباس زیب تن فرماتے تھے بعض علماء نے اس کی تطبیق یوں فرمائی ہے کہ عمامہ خود کے ساتھ دوہرا تھا اور داخل ہونے کے بعد اور پر خود باندھا عمر بن حریث کے قول کے مطابق حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اس لئے کہ خطبہ کعبہ کے دروازے پر تھا۔

☆ <u>تبرک اور صحابہ کرام</u>۔ حضرت عبداللہ بن حاذم ؓ کے پاس ایک سیاہ عمامہ جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب جنگ میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے نبی کریم ﷺ نے پہنایا تھا (انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ بحوالہ الاصابہ)

سبحان اللہ صحابہ کرام تبرکات سے کتنا پیار فرماتے تھے۔ الحمد للہ صحابہ کرام کی وراثت اہلسنت کو نصیب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں فقیر کی کتاب ''صحابہ کے وارث کون؟)

حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ فرماتے ہیں کہ میرے سر پر حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھا اور میری پشت پر اور دونوں شانوں کے درمیان سرا لٹکایا۔

ملائکہ کے سروں پر عمامہ۔

حضرت علامہ امام یوسف نبہانی ''وصال الوصول الی شمائل الرسول ﷺ میں فرماتے کہ حضرت مولا علی ؓ کہتے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر عمامہ باندھا اس کا ایک کونہ میرے کندھے پر ڈالا اور فرمایا بدر و حنین کے دن فرشتوں کے ذریعے میری مدد کی گئی تو اسی طرح عمامے باندھے ہوئے تھے۔ اور فرمایا عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیازی فرق ہے۔

☆ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھنا اختیار کرو کیونکہ یہ ملائکہ کا نشان ہے اور اس کو پیچھے لٹکا لو (بیہقی)

عمامہ بادشاہوں کا تاج ہے۔ حضرت امام یوسف نبھانی "وصال الوصول الی شمائل الرسول ﷺ" میں فرماتے کہ نبی کریم ﷺ کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے جب تک اس کے سر پر عمامہ نہیں بندھواتے تھے۔ عمامہ باندھنے کا انداز یہ ہوتا کہ پلہ دائیں مونڈھے پر کان کی طرف ڈالا جائے۔ (انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ)

مسئلہ۔ علماء فرماتے ہیں کہ شملہ کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ کمر سے اوپر تک ہو۔ اس سے زیادہ اسبال میں داخل ہے اور وہ مکروہ ہے اور حرام ہے عذبہ کی بجائے تحسیک بھی منقول ہے۔ تحسیک یہ ہے کہ شملہ کو بائیں جانب سے تالو اور ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دہنی جانب عمامہ میں اڑس لینا۔

مسئلہ: علماء فرماتے ہیں کہ بغیر تحسیک وعذبہ کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور یہ اس تقریر پر ہے کہ یہ سنت موکدہ ہے اگر مراد کراہت تنزیہی یعنی تو اس کا حال ترک اولی اور ترک افضل سے ہوگا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک:

ایک سیاہ اونی چادر کے علاوہ آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ بھی تھا جس کا نام سحاب (بادل) رکھا ہوا تھا۔ اور حضور کے پاس جتنے کپڑے، گھوڑے اور سواری کے جانور تھے ہر ایک کے اپنے تجویز کردہ نام ہوتے تھے۔

یہ عمامہ آپ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عنایت فرمادیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سر پر بادل

مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب آپ کی خدمت میں یہ پہنے ہوئے آتے تو آپ ازراہ خوش طبعی موجود حاضرین سے فرماتے دیکھو علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے پاس بادل میں آرہے ہیں (جواہر البحار

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مزاح (جائز ہنسی مذاق) جائز ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کے

رسالے "جائز ہنسی مذاق" "عجائب وغرائب" "عمامہ کے مزید مسائل اور فضائل فقیر کی کتاب" تاج الکرمہ فی فضائل عمامہ "فضائل عمامہ" میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

لباس۔ ہمارے دور کے مسلمان لباس میں تکلف کرتے ہیں اسی طرح بعض علماء اور بعض پیر صاحبان بھی اگرچہ قیمتی اور اعلیٰ لباس بھی جائز ہے لیکن اس میں نیک نیتی ضروری ہے۔ تفصیل آئے گی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھا یعنی جو لباس موجود پاتے زیب تن فرمالیتے اور تعیین نہ فرماتے نہ ہی کسی خاص قسم کی جستجو فرماتے اور کسی حال میں عمدہ ونفیس کی خواہش نہ فرماتے۔ اور نہ ہی ادنیٰ وحقیر کا تکلف فرماتے۔ جو کچھ موجود ومیسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کردے اسی پر ہی اکتفا فرماتے اکثر حالت میں چادر پیراہن اور ازار ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے اور پشمینہ بھی پہنتے (مدارج النبوت حصہ اول)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لباس میں سادگی

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ لبس رسول اللہ ﷺ الصوف واحتذی المخصوف وَاَكَلَ بَشِعًا ولبس خشناً۔

رسول کریم ﷺ نے صوف (اونی کپڑے) اور پیوند دار جوتی پہنی بشع کھایا ہے۔ حسن سے دریافت کیا گیا کہ بشع کیا ہوتا ہے انہوں نے بتایا کہ جَو کا موٹا آٹا جو پانی کے بغیر حلق سے نیچے نہ اترے (نقوش رسول نمبر بحوالہ قزوینی بصف)

☆ رسول کریم ﷺ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں اللہ کا بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں (متفق علیہ)

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اگر کبھی

شاہان عجم عمدہ اور نفیس بیش بہا ہدیے بھیجتے تو ان کی تالیف قلوب کی خاطر زیب تن فرماتے مگر فوراً بدن شریف سے اتار کر لوگوں کو عطا فرما دیتے لیکن لوگوں میں انصاف کے پیش نظر تقسیم میں برابری فرماتے۔ اور وہ لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص ر کرتہ)

مسئلہ: عمدہ و نفیس پہننا اور اس پر فخر و مباہات کرنا علماء، پیر صاحبان کے شایان شان نہیں ہے بلکہ عورتوں کی علامت و نشانیاں ہیں۔ لیکن صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس رکھنا اور اس میں میانہ روی اختیار کرنا اپنے ہم مناصب کے مشابہ ہونا بہتر ہے یہ خلاف مروت نہیں۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا بہت پسند ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ میلے کپڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت میلے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ فرمایا کیا یہ کوئی ایسی چیز نہیں رکھتا جس سے کپڑوں کو دھو لے۔

☆ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال الجھے ہوئے اور میل سے بھرا ہوا ہے نہایت بری حالت میں ہے۔ فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا آیا ہے؟ یعنی آنے والا شیطان ہے۔

(ابوداود شریف کتاب اللباس۔ مدراج النبوت)

زمانہ بدلا لوگ بدلے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس کے بعد لوگ دو قسم کے ہو گئے بعض نے آرائش اور نفیس لباس پہننے کو اختیار کیا اور بعض نے سخت لباس پہننے اور خستہ حالت میں رہنے کو اختیار کیا۔ یہ دونوں طریقے، سنت نبوی کے خلاف ہیں اگرچہ مباح ہیں۔ خلاصہ یہ کہ میانہ روی اور عدم تکلف ہر حالت میں پسندیدہ عمل ہے اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف، علماء کرام وزہاد اور عبادت گزاروں کی سیرت میں خستہ حالی رہی ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں بھی ان

کی مدح وتعریف اور ترغیب آئی ہے اور مروی ہے کہ: البدوتہ من الایمان خستہ حالی ایمان میں سے ہے اور آراستگی، تحسین ہیئت اور صاف ستھرے کپڑوں کے باب میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں اور جب حضور ﷺ تکبر وغرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر آپ نے فرمایا: ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق

بیشک اللہ جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اور تکبر حق تعالیٰ سے سرکشی کرنا ہے مطلب یہ کہ لباس وہیئت میں خوبصورتی وتحسین مستلزم تکبر نہیں ہے تکبر تو حق تعالیٰ کے ساتھ سرکشی کرنا ہے۔

☆ان اللہ نظیف یحب النظافة

بیشک اللہ تعالیٰ (اپنے شان کے لائق) پاک وصاف ہے اور وہ پاکیزگی اور صفائی کو پسند فرماتا ہے

☆ حدیث مبارکہ میں ہے الطھارت شطر الایمان۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ۔

بعض مقامات پر طہارت کو نصف ایمان بھی قرار دیا گیا۔

☆ حدیث مبارکہ میں ہے جو شخص تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش یا عالم نہ ہو مگر اس نیت سے درویشوں اور علماء کا لباس پہنے کہ لوگ اس عالم یا درویش کہیں تو قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ)

پاکیزگی کے متعلق روایات وحکایات صحابہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں چند احادیث نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(☆) ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال ودولت سے نوازا ہے اونٹ بھی ہیں اور بکریاں بھی ہیں۔ فرمایا پھر تو خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے۔

مطلب یہ کہ دولت کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور اما بنعمة ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو کے مطابق خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو چاہئے کہ خدا کی نعمت کا اثر تمہارے جسموں سے دیکھا جائے اور اس کی نشانیاں تم سے ظاہر ہوں۔

☆ مروی ہے کہ اللہ پسند فرماتا ہے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے۔ لہٰذا یہ ظاہری جمال و آرائش اس شکر نعمت کا موجب ہے جو جمال باطن ہے اور لباس التقوی کا اشارہ اسی جانب ہے حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

يَا بَنِيْٓ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِيْ سَوْءٰتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْر

اے بنی آدم ہم نے تم پر ایسا لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا اور زینت بخشتا ہے اور تقویٰ کا لباس اتارا یہ بہت بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ اپنے ظاہر و باطن کو صاف ستھرا اور پاک رکھے اور دل و زبان کو صدق و اخلاص کے زیور سے آراستہ بنائے اور اعضاء و جوارح کو زیور طاعت و نظافت سے مزین کرے۔ یہاں حضرت شیخ فریدالدین عطار کا شعر یاد آیا وہ نام حق فارسی میں فرماتے ہیں ۔

ظاهرت چوں پاک کنی .باطنت حق کند طاهر .

یعنی تو اپنے ظاہر کو صاف ستھرا رکھ اللہ تعالیٰ تیرے باطن کو پاک فرما دے گا۔

(مزید تفصیل فقیر کی شرح نام حق میں ملاحظہ کریں)

نکتہ نجاستوں اور ناپاکیوں سے بدن کی طہارت کا حکم اور مکروہ بالوں کو مونڈنا یعنی بغلوں کے بال اور زیر ناف بالوں کو صاف کرنا، ختنہ کرنا، ناخنوں کو ترشوانا یہ سب باتیں مسنون اور فطرت ہے۔

فائدہ: فطرت کے معنی سابقہ انبیاء کرام کی سنتیں۔

انما الاعمال بالنیات یعنی عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

اگر عمدہ لباس پہننے سے مقصود نفسانیت، کبر، غرور، دنیاوی کروفر کا اظہار، آرائش، شوکت نفس، فقراء پر فوقیت دکھانا اوران کے دلوں کواذیت پہنچانا ہے تو قابل مذموم بلکہ بہت قبیح فعل ہے۔

جیسا کہ منافقوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم

اور جب تم انہیں دیکھو تو ان کے اجسام تمہیں حیرت میں ڈال دیں۔

اور حدیث شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے:

ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم وانما ینظر الیٰ قلوبکم واعمالکم

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کونہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

انتباہ۔ دور حاضر میں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وائمہ حضرات اچھے اور صاف ستھرے لباس استعمال کریں تاکہ عوام تحقیر نہ کریں لیکن اگر اس میں تکبر و بڑائی کی نیت ہو تو گناہ ہے۔

بلکہ اظہار نعمت، شوکت علم، عزت دین، جمال وجلال اور دینی احکام کی پیروی ہے تو قابل تعریف اور ثواب ہے۔ بکثرت علماء و مشائخ اسلاف نے نفیس ترین اور عمدہ لباس پہنا اوران کی نیت اس میں نیک تھی۔ چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفود کے لئے اور جمعہ وعیدین کے لئے اچھا لباس استعمال فرماتے بلکہ ان امور کے لئے مستقل لباس محفوظ رکھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہترین چادروں میں ملبوس دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اظہار نعمت کے لیے زرق برق خوبصورت پہنے تو مستحق ثواب اور اگر غرور وتکبر سے پہنے تو لائق مواخذہ وگرفت ہوگا۔

خلاصہ میں ہے حسین وجمیل لباس استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تکبر سے خالی ہو

اور "مجمع النوازل" میں ہے ایک دن حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہزار درہم کے برابر چادر اوڑھ رکھی تھی (اور ایک مرتبہ نماز میں کھڑے ہوئے تو چودہ سو درہم کی چادر جسم اطہر پر تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حرویہ کے پاس بطور سفیر اسلام تشریف لے گئے تو نہایت ہی قیمتی یمنی لباس میں ملبوس تھے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا:: مرحبا اے ابن عباس یہ کیا خوب لباس ہے؟ آپ نے فرمایا تم اس پر معترض ہو۔

لَقَدْ رَاَیْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحْسَنَ مَایَکُوْنُ مِنَ الْحُلَلِ۔ بے شک میں رسول اللہ ﷺ کو بہتر سے بہتر لباس میں دیکھا ہے (ابوداود کتاب اللباس)

علماء فرماتے ہیں کہ اس اعلیٰ قسم کا لباس پہننا ایسا ہے جیسے جنگ کے لئے ہتھیار لگانا اور بیش بہا اور اچھے لباس پہننا اور ان چیزوں میں بڑائی اور کر وفر دکھانا جو کلمۃ اللہ کی برتری اور دین کی فتح مندی کو شامل ہے۔ حقیقۃً یہ اعداء دین پر سختی اور ان کے دل جلانے کے لئے ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی چادر مبارک کی قیمت چار سو دینار کی تھی اور آپ اپنے شاگروں سے فرمایا کرتے تھے۔ جب تم اپنے شہروں کو واپس جاؤ تو لازماً اچھے کپڑے پہن کر جاؤ

علماء کرام و پیر صاحبان کا اچھا لباس

بعض حضرات ایسا نفیس لباس اس لئے پہنتے ہیں کہ دولت مندی اور ثروت ظاہر ہو تا کہ ان کی جانب حاجت مند اور سائل متوجہ ہوں اور اپنی ضرورتیں حاصل کر سکیں اسی کی مانند ادنیٰ و فقیر لباس پہننے میں بھی تفصیل کی جاتی ہے کہ اگر خست، بخل یا لوگوں کے اموال میں لالچ اور احتیاج دکھانے کی بناء پر پہنے تو قابل مذمت ہے اور اگر زہد اور دنیاوی زیب و زینت اور اس کے ساز و سامان سے عدم رغبت اور جو میسر ہو اس پر قناعت و ایثار کرنے کی وجہ سے پہنے تو محمود اور احسن ہے۔ اور جس کی نیت ان دونوں سے خالی ہو وہ نہ مذموم ہوگی (مدارج النبوت بحوالہ المواہب)

☆حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے قیمتی لباس پہننا بطور تواضع چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔ (ابوداود شریف)

مسئلہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ قسم دائرہ اباحت سے خارج نہ ہوگی۔ بلکہ زیب و زینت کی تمام صورتوں میں فضیلت واستحباب میں تو کلام ہے لیکن اصل اباحت میں کلام نہیں ہے۔

ازالہ وہم مواہب لدنیہ میں ایک بات بطریق سوال لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ سلف صالحین کی سیرت اور عامیانہ لباس کی خستگی میں رہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ شاذلیہ کے صوفیاء اپنے لباس میں حسن و جمال اور زیب و زینت کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کا طریقہ سنت کا اتباع اور سلف صالحین کی اقتدا ہے۔

اس کے جواب میں اسے نقل کرتے ہیں۔ جو بعض عارفین نے جامع مفید اور فیصلہ کن بحث فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ سلف صالحین نے جب دیکھا کہ اہل غفلت اور دنیا میں مشغول ہونے والے ظاہری زیب و زینت میں مصروف رہتے ہیں اور دنیاوی مال ومتاع پر فخر ومباہات کرتے ہیں اور اس پر اطمینان رکھتے ہیں تو ان حضرات صوفیاء کرام نے ان کی مخالفت اس قصد وارادہ سے فرمائی کہ ظاہر کردیں کہ جس چیز کو یہ غافل لوگ اتنا عزیز جانتے ہیں وہ کتنی حقیر و ذلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اس کی حقارت بیان فرمائی ہے اور جس چیز کے اہل غفلت اتنے محتاج وضرورتمند ہیں وہ ان سے بے نیاز مستغنی ہیں اور ان کی مرغوب ومحبوب چیزوں سے نفرت وزہد اختیار کیا اور جو کچھ خدا نے ان حضرات قدس کو مرحمت فرمایا ان نعمتوں پر شکر گزار ہوئے اور جب اس حال پر زمانہ دراز گزر گیا اور اس امر میں فساد نے راہ پائی اور اس کی حقیقت جاننے میں دل سیاہ ہوگئے اور غفلت کی راہ نے دوسرا رخ اختیار کیا اور کچھ لوگوں نے بدہیئتی اور لباس کی بوسیدگی کے پردے میں تحصیل دنیا میں حیلہ جوئی شروع کردی اور معاملہ برعکس ہوگیا اور جو طریقہ ترک دنیا کا تھا وہ خود تحصیل دنیا کا ذریعہ بن گیا تو بعض محققین اہل طریقت نے جیسے مشائخ شاذلیہ اور ان کے ان کے پیروکاروں نے اسے

ترک کر دیا اور بدہیئتی اور لباس کی خستگی کی روش کو چھوڑ دیا اور اس امر کو حکمت وحقیقت کی نظر سے سلف صالحین کی موافقت سمجھنے لگے اور ان کی مخالفت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ظاہر بینوں کو یہ مخالف نظر آیا۔ حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ شاذلیہ کے بانی ومقتدا ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو کوئی ان بدہیئتوں میں سے اس پر اعتراض کرتا ہے اسے یہ جمال ہیئت اور تجمل لباس جواب دیتا ہے کہ اے شخص! میرا یہ طریقہ اور میرا یہ لباس زبان حال سے الحمدللہ کہتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مجھے مخلوق سے مستغنی بنایا ہے اور تیرا وہ طریقہ اور تیرا وہ لباس پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھے اپنی دنیا سے کچھ دو''۔

ان شاذلیوں کے افعال، دائر بر حکمت مبنی بر معنی اور مقرون بہ نیت ہیں۔

اب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک کے بیان اور اس کے انواع میں چند وصل بیان کرتے ہیں: (عمامہ شریف کا بیان وچند ضروری مسائل گذشتہ صفحات پر آپ پڑھ چکے ہیں)

پیراہن مبارک اور تہبند شریف (مع احکام)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن مبارک (قمیص) کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی اس سے زائد لمبی، سرعت حرکت اور گرفت میں مانع ہوتی تھی اور اس سے کم ہاتھ کو گرمی وسردی سے نہیں بچاتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام افعال واعمال میں بے شمار معانی وحکمتیں ہوتی ہیں جو اعتدال ومناسبت پر مبنی ہیں۔ اسی طرح آپ کے پیراہن اور چادر مبارک کا دامن نصف پنڈلیوں تک ہوتا تھا اور تہبند کو گٹوں سے نیچا نہ رکھتے تھے اور گویا انصاف لفظ جمع کے ساتھ اس طرف اشارہ ہے کہ نصف کی حقیقت جو وسط حقیقی ہے شرط نہیں ہے۔

تہبند (لنگی) مبارک۔

جاننا چاہیے کہ لباس کے ابواب ازار کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی تہبند (لنگی) کے ہیں اہل لغت نے لکھا کہ ہر وہ چیز جو بدن کو چھپالے اسے ازار کہتے۔ لیکن صاحب اتحافات

الربانیہ لکھتے ہیں مایستر اسفل البدن ۔وہ چیز (کپڑا) جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپ دے۔ یادر ہے وہ ازار جو عجمیوں کے عرف میں ہے اور اہل عرب اسے سراویل کہتے ہیں اور جسے ہم پائجامہ رشلوار کہتے ہیں۔(پائجامہ رشلوار کا بیان آتا ہے)

☆علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے کہ نبی کریم ﷺ کی لنگی تہبند چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی ۔جبکہ چادر مبارک چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی

(انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تہبند (لنگی) نصف پنڈلی کے اوپر ہوتی تھی اور فرمایا۔ ھٰکَذَا کَانَتْ اِزْرَۃُ صَاحِبِیْ یعنی النبیُ ﷺ ۔(شمائل ترمذی) میرے آقا و مولا ﷺ کی تہبند بھی اسی طرح ہوتی۔

☆حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔(شمائل ترمذی)

تہبند غرور یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔

☆طبرانی میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میرا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہے۔تو نے فرمایا اے ابن عمر (رضی اللہ عنہ)! جو کپڑا زمین سے چھو جائے وہ آتش دوزخ میں سے ہے۔

☆اور بخاری شریف میں ہے کہ تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔

عورتوں کے لیے۔یادر ہے یہ حکم مردوں کے لئے اور عورتوں کو لٹکانا اور لمبا رکھنا جائز ہے۔

اس کی دلیل میں یہ حدیث مبارکہ ہے جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ عورتیں کیا کریں؟ فرمایا ایک بالشت تک بڑھا لیں۔عرض کیا اب بھی پاؤں برہنہ رہتے ہیں ایک ہاتھ تک بڑھا لیں اس سے زیادہ نہ کریں۔یہ حکم تہبند اور قمیض کے دامن کا ہے ظاہر ہے کہ زمین

سے دامن چھونا عورتوں کے لئے جائز ہے۔

جاننا چاہیے کہ اسبال یعنی لٹکانا تہبند کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ قمیص اور عمامہ کو بھی شامل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسبال، تہبند، قمیص اور عمامہ میں ہے جو کوئی ان میں بطریق رعونت وتکبر گھسیٹتا ہے وہ آتش دوزخ میں سے ہے (الحدیث)

لیکن اکثر احادیث میں اسبال، تہبند میں آیا ہے یہ کثرت وجود کے اعتبار سے ہے اور لفظ ثوب کے ساتھ بھی مطلق آیا ہے لیکن حدیث کے مفہوم کا وجود، عمامہ میں مخفی رہتا ہے تو اس سے مراد عذبہ یعنی شملہ کی حد سے دراز ہے۔ اور آستین کو بڑھانا جیسا کہ اہل حجاز کی عام عادت ہے وہ بھی اس حکم میں داخل ہے۔

صاحب مواہب الدنیہ، نقل کرتے ہیں کہ یہ فراخ و دراز آستینیں تھیلیوں کی مانند اور برجوں کی مانند عمامے باندھنے کی رسم نو ایجاد ہے۔ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا نہ کسی صحابی نے کیا۔ یہ سنت کے خلاف، غرور وتکبر کے زمرے میں ہے۔ اور بعض دیگر علماء سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ کسی اہل فہم وبصیرت پر مخفی نہیں ہے کہ یہ لمبی لمبی آستینیں جو عام طور پر لوگوں میں رواج پا گئی اس میں اسراف اور مال کا ضیاع ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے لیکن لوگوں کی ایک اصطلاح بن گئی ہے کہ ہر قوم کے کچھ شعار اور علامتیں ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں لیکن ان میں جو چیز غرور وتکبر کے طریقہ پر ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو چیز بطریق عادت ہے اس میں حرمت اس وقت تک نہیں ہے جب تک کہ اس حد تک نہ پہنچے جس کا حکم لباس میں درازی وکشادگی میں ممانعت سے متعلق ہے اور قاضی عیاض سے منقول ہے کہ جو عادت سے زیادہ ہو اور لباس کی عام لمبائی وکشادگی سے زائد ہو اس میں کراہت ہے۔ (مدارج)

علماء کے اقوال، درازی وکشادگی کی حرمت وکراہت میں صریح ہیں لیکن لفظ عادت ومعتاد کے داخل کرنے میں ایک قسم کے جواز کا اشارہ ہے اس میں انہیں معذور گردانتے ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں وضاحت فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین زادہما تعظیما وتشریفاً کے بعض اکابر سے سنا گیا ہے وہ فرماتے ہیں لباس کا یہ انداز ہمارا عرف وشعار ہو گیا ہے اگر نہ کریں تو ہم پہچانے نہ جائیں اور ہماری عزت ختم ہو جائے لیکن کلام اس میں ہے کہ ایسا عرف وشعار کیوں بنایا گیا ہے جو خلاف سنت ہے واللہ اعلم۔

<u>اگر تکبر اور غرور کی نیت سے نہ ہو تو؟</u> بہر حال تہبند وغیرہ میں اسبال و درازی کی حرمت و کراہت کے سلسلے میں جو کچھ آیا ہے وہ تکبر اور تزئین کی نیت کے ساتھ مقید ہے۔ اور جہاں ایسا قصد نہ ہو مثلاً سردی وغیرہ سے بچنا یا کوئی اور عذر وغیرہ تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

☆ حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت ووضع ایسی ہو گئی تھی کہ آپ کا تہبند نیچے لٹکا کرتا تھا اور اسبال ہی کی صورت میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جب اس بارے میں ممانعت واقع ہوئی تو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اظہار کیا کہ میرے تہبند کی یہ حالت ہے میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو مغرور و متکبر لوگوں کی عادت بنی ہوئی ہے۔

<u>شلوار پاجامہ۔</u> اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا ہے یا نہیں؟ اس پر بعض علماء کرام نے یقین کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہیں پہنا ہے۔

اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند میں بسند ضعیف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک دن بازار گیا تو آپ ایک دکان میں تشریف فرما ہوئے پھر ایک سراویل (پاجامہ) چار درہم میں خریدا اور اہل بازار کا ایک (وزان) یعنی تولنے والا تھا جو درہم کو تولا کرتا تھا اس سے آپ نے ارشاد فرمایا: وزن کر اور خوب اچھی طرح ٹھیک وزن کرو اس پر اس نے کہا میں نے اس طرح بات کسی سے نہیں سنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وزان سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ ہمارے نبی ہیں۔ پھر تو وہ ترازو چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی طرف جھکا اور چاہا کہ حضور کے دست

مبارک کو بوسہ دے۔ مگر آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور فرمایا اے فلاں! ایسا عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں اور آپ نے سراویل (شلوار) لے لی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں اٹھالوں۔ فرمایا مال کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ خود اپنے مال کو اٹھائے مگر یہ کہ وہ کمزور یا مجبور ہو۔ اور اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان بھائی کی مال کے اٹھائے جانے میں مدد کرنی چاہئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا پہننے کے لئے سراویل خرید فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں! میں اسے سفر و حضر اور دن اور رات میں پہنوں گا۔ اس لئے مجھے خوب ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت ستر پوش کوئی دوسرا لباس نہیں دیکھا۔ اس حدیث کو بکثرت محدثین نے بسند ضعیف روایت کیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کو خریدنا صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ اس کا خریدنا پہننے کے لئے تھا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا اور آپ کی اجازت سے صحابہ نے بھی پہنا۔ (واللہ اعلم)

انتباہ۔ اس حدیث مبارکہ کو وہابی دیوبندی ہاتھوں کو بوسہ نہ دینے پر دلیل کے لیے پیش کریں گے مگر یاد رہے اس موقعہ پر آپ نے بادشاہوں امراء دنیاداروں کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کی نفی فرمائی ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بازار سے خریدا گیا سامان اٹھانے سے منع فرمایا تو یہاں کمزور اور محتاجوں کی مدد کی ترغیب مراد ہے۔ ویسے بھی محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم وہابی اعتراض کرنے کے استاد ہیں فقیر نے وضاحت کر دی ہے مزید تحقیق کے لیے فقیر کی کتاب ''بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا کیسا؟'' میں دیکھیں)

شلوار وقمیص ۔ اور وہ لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص رکرتہ) دو مرتبہ سے زیادہ نبی کریم ﷺ نے استعمال نہیں فرمایا۔ ایک بار اس وقت پہنا جب شاہ حبشہ نجاشی نے تحفہ آپ کی خدمت میں بھجوایا اسے آپ نے ایک بار پہن کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطاء فرمادیا

۔دوسری مرتبہ یمن سے آنے والے تحائف اور ہدیے میں آیا اسے ایک بار پہن کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔

قمیص رکرتہ مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیص مبارک تھی۔اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بہ کثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا پیراہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا تھا اور آپ کی قمیص مبارک میں تکمے یعنی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔

قمیص میں گریبان رجیب مبارک۔ آپ کی قمیص مبارک کا گریبان سینے کے بائیں جانب بنایا جاتا تھا اور اس کے باندھنے کی جگہ دائیں جانب ہوتی تھی۔حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق مدارج میں فرماتے ہیں کہ بلاشبہ علماء کرام، محدثین عظام اور دیار عرب کے تمام حصوں میں معروف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر جیب تھی اور یہ قمیص کی سنت ہے یہ جو ماوراالنہر اور پاک وہند کے لوگوں میں معروف ومشہور ہے کہ گردن کے دونوں طرف دو تکمہ لگاتے ہیں عرف عرب میں یہ عورتوں کے ساتھ مشہور ہے اور مردوں کے سینہ پر تکمہ ہوتے ہیں اور ان شہروں میں اصطلاح اس کے برعکس ہے۔(مدارج النبوت حصہ اول)

حکایت حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں حرم شریف میں ایک ہندی رفیق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جس کی قمیص میں ہمارے ملک کے دستور کے مطابق تمے لگے ہوئے تھے تو ایک عربی عالم بار بار میرے آگے آتا جاتا اور اس ہندی شخص کو دیکھتا۔اس عرب سے کہا گیا یا سیدی کیا دیکھتے اور کیا جستجو فرماتے ہو؟ اس عالم نے کہا اس شخص کو شرم نہیں معلوم ہوتی کہ عورتوں جیسا لباس پہنے حرم الٰہی میں بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تا کہ آپ کی متابعت کروں اس وقت میں نے دیکھا

کہ آپ کے پیراہن شریف کے تکمے کھلے ہوئے ہیں تو میں نے آپ کی قمیص مبارک کی جیب میں ہاتھ ڈال کر مہر نبوت کو چھوا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قمیص مبارک میں جیب تھی اور جسے اس کا علم نہیں وہ اس کے برعکس خیال کرتا ہے۔

<u>تہبند اور چادر مبارک</u>۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر شریف کی لمبائی چار گز شرعی اور اس کا عرض دو گز شرعی اور ایک بالشت تھا۔ چادر مبارک کے متعلق چند روایات۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ازار چادر لئے ہوئے تھے۔ جو جنبش کرتا تھا۔

☆ مروی ہے کہ حضور ﷺ اپنے تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے۔ اور عقب میں اونچا رکھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو زیر ناف تہبند باندھے دیکھا ہے اور آپ کی ناف ظاہر تھی۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ناف کے اوپر تہبند باندھے دیکھا ہے۔

☆ ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب مرقع میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیئے تہبند اور چادر نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی حالت کے ساتھ ان کپڑوں میں رحلت فرمائی ہے۔

لباس نبوی سے برکات اور صحابہ کرام

☆ سیدہ اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جبہ شریف تھا جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو اسے میں نے لے لیا اور فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا ہم بیماروں کی شفا کی خاطر اسے دھو کر پلاتے ہیں

تو شفاء ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف ج ۲۔ مدارج النبوت ج اول)

☆ حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے قمیص مبارکہ کا ایک حصہ (ٹکڑا) میرے پاس تھا نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يَسْتَشْفِي بِهَا (ابن عدی الاصابہ) ہم اسے دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی ہے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت جعفر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا تو انما اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِي آپ نے اپنا قمیص مبارک ان کو بطور کفن پہنایا صحابہ کرام عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کیا وجہ ہے فرمایا کہ اپنی قمیض سے ان کو کفن دینے سے مراد یہ تھی کہ ہرگز آتش دوزخ ان کے بدن کو مساس نہ کرے میرے اپنا پیراہن پہنانے کی وجہ حلہ ہائے بہشت ان کو نصیب ہوں۔ چنانچہ ان کی تدفین کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اَخْبَرَنِيْ عَنْ رَبِّيْ اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مجھے میرے رب کی طرف سے خبر دی کہ یہ بی بی جنتی ہے۔ (المستدرک ج ۳۔ الاستعاب ج ۳۔ حلیۃ الاولیاء ج ۳)

(ف) ان احادیث مبارکہ سے تبرکات میں برکتوں کا ثبوت واضح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "البرکات فی التبرکات" کا مطالعہ کریں۔

جبہ شریف آپ کے لباس میں جبہ کا ذکر بھی ملتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ تنگ آستین کا پہنا ہے اور وضو کے وقت دستہائے مبارک کو آستین سے نکال کر جبہ کو کندھوں یا پشت پر ڈال لیتے اس کے بعد ہاتھوں کو دھوتے۔ یہ حالت سفر کی تھی کیونکہ سفر میں آپ تنگ لباس پہنا کرتے تھے۔

مختلف ملبوسات نبوی۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرۃ پہننے کو پسند

فرماتے تھے۔ یہ ایک قسم کی چادر ہے جس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا اور آپ کے جسم اطہر پر سرخ جوڑا تھا تو میں کبھی آپ کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو فرماتے ہیں۔

فَاِذَاھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ (ترمذی۔ دارمی۔ مشکوۃ شریف مدارج النبوت)

بالآخر میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز کو نہ دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرخ جوڑے میں آپ سے زیادہ حسین ہو۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ میں نے کسی خمدار زلفوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوشتر نہیں دیکھا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ میں اپنے سرخ حلہ کو پہنا کرتے تھے۔ حلہ جوڑے کو کہتے ہیں جس میں چادر اور تہبند ہوتا ہے حلہ یعنی جوڑا دو کپڑے کو کہتے ہیں۔ یا اس کپڑے کو جو ستر دار ہو اور حمراء یا احمر اس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سرخ دھاریاں ہو جیسا کہ آج بھی ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ اور یہی وہ چادر شریف ہے جو ''بردیمانی'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ اس سے وہ خالص سرخ رنگ مراد نہیں ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔

ازالہ وہم۔ بعض لوگوں کو اس حدیث سے اشتباہ ہوتا ہے کہ سرخ لباس جائز ہے یہ خطا ہے سرخ سے مراد وہی ہے کہ سرخ دھاریاں تھیں۔

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سیاہ

چادر زیب تن فرمائی میں عرض کیا یارسول اللہ یہ آپ کے جسم پر کیسی خوب لگ رہی ہے آپ کی رنگت مبارک کی سفیدی اس کی سیاہی سے اور اس کی سیاہی آپ کی سفیدی مل کر یوں نظر آتی ہے جیسے سیاہ بادل کے درمیان سورج چمک رہا ہو (الوفا)

خالص سرخ رنگ کی ممانعت۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔

☆ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے کہاں سے لیا ہے؟ میں نے عرض کیا میری بیوی نے میرے لئے بنا ہے فرمایا اسے جلا دو۔

سبز رنگ کا لباس۔ سبز رنگ کے بارے میں حضرت امنہ کی حدیث واقع ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے آپ کے جسم اطہر پر دو سبز چادریں تھیں

☆ اور عطاء بن ابی لعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ طواف میں سبز چادر شریف سے اضطباغ کیے ہوئے تھے۔

☆ حضرت ابو رمثہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دو سبز رنگ کی چادروں میں ملبوس دیکھا (ترمذی شریف)

اس سے مراد ایسی چادر ہے جس میں سبز دھاریاں تھیں۔ اگر چہ یہ جگہ خالص سبز ہونے کا بھی احتمال رکھتی ہے۔ لیکن دیار عرب میں یہی معنی مشہور و معروف ہیں اور زرد رنگ بھی اسی معنی میں ہے کہ زرد رنگ کی دھاریاں تھیں۔ بعض لوگ حلہ یعنی جوڑے کے معنی ریشمی کپڑا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے تحقیق وہی ہے جو مذکور ہو چکی ہے۔

مرد کے لیے سرخ رنگ کا لباس؟ صاحب مواہب نے امام نووی سے سرخ رنگ کے

بارے میں علماء کا اختلاف نقل کیا ہے۔

چنانچہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے علماء کی ایک جماعت نے مباح قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کے قائل، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ ہیں۔ لیکن امام مالک نے فرمایا ہے کہ غیر سرخ لباس افضل ہے۔ اور ایک روایت میں سرخ کپڑا گھروں میں اور سراؤں میں پہننا جائز رکھا ہے۔ اور محفلوں اور بازاروں میں مکروہ قرار دیا ہے۔ اور ایک جماعت اس پر ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہے۔ اور ممانعت کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرخ جوڑا پہننا ثابت ہو چکا ہے۔

اس کا جواب دیا جا چکا ہے یعنی خالص سرخ نہ تھا بلکہ سرخ دھاریاں تھیں اور بعض نے اس ممانعت کو حج و عمرے کے احرام پہننے والوں پر محمول کیا ہے یہ بھی ایک تکلف ہے اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے اور مذہب حنفی میں بھی کئی قول ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تحریمی ہے اور اس کے ساتھ بکراہت نماز جائز ہے۔ اور شیخ قاسم حنفی جو ائمہ احناف اور ان کے محققین میں سے ہیں مصر میں تھے انہوں نے تحقیق کی ہے کہ سرخ لباس رنگ کی بناء پر مکروہ ہے خواہ زعفرانی ہو یا غیر زعفرانی۔

صاحب مواہب کہتے ہیں کہ بیہقی نے ''معرفت سنن'' میں مسئلہ کا اتفاق کیا ہے اور کہا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے سے منع کیا ہے اور زعفرانی کو مباح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی اجازت اسی بناء پر دی ہے کہ میں نے کسی ایک کو ایسا نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ممانعت اس بارے میں بیان کرے۔ بجز اس قول کے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اس سے منع فرمایا اور ہم نہیں کہتے کہ تمہیں بھی منع کیا ہے۔

اور بیہقی فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ایسی احادیث وارد ہیں جو علی العموم مخالفت پر دلالت کرتی ہیں اور بیہقی نے مسلم کی حدیث بیان کی کہ ''یہ کفار کے لباس سے ہے'' اس کے بعد بیہقی نے اور احادیث

بیان کر کے کہا کہ اگر یہ امام شافعی رحمہ اللہ کو پہنچتیں تو یقیناً وہ اس کے قائل ہو جاتے۔ اس کے بعد بیہقی نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا جس وقت میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو اس حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو اور بیہقی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مزعفر میں سنت کا اتباع کیا ہے اور فرمایا میں نے جو اس شخص کو منع کیا ہے وہ زعفرانی رنگ کے ساتھ ہے اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ زعفرانی رنگ کو دھو ڈالے۔ حالانکہ ان کی متابعت معصفر میں اولیٰ تھی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ زعفرانی اور مزعفر کپڑا ممنوع ہے۔

کمبل مبارک۔ حضور نبی کریم ﷺ موسم کے لحاظ سے کبھی کالی کملی بھی اوڑھا کرتے تھے۔

☆ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر کالی کملی ہوتی۔

☆ انہیں سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مسجد شریف میں تشریف لے گئے اور آپ نے اُون سے بنا ہوا کمبل اوڑھ رکھا تھا۔

ایسا لباس جو غیروں کے مشابہ ہو؟

بدقسمتی سے ہمارے مسلمان اسلامی لباس سے بیگانے ہوتے جا رہے ہیں یہود ہنود کا لباس پہن کر فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ احادیث مبارکہ میں غیروں کی مشابہت سے منع کیا گیا جیسا کہ ابوداؤد و حاکم کی حدیث میں ہے کہ: **من تشبہ بقوم فھو منھم**

جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

اور ترمذی کی حدیث میں ہے: **لیس منا من تشبہ لغیرنا**

وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے غیروں کی مشابہت اختیار کی۔

ایسی پاکیزہ لطافت پہ لاکھوں سلام۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ مخلوقات میں

اطیب والطف ہیں اس لئے اس کی علامت آپ کے بدن شریف میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے۔اور نہ آپ کے لباس مبارک پر جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھی تھی جیسا کہ بے شمار احادیث مبارک میں آیا ہے۔(تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب ''خوشبوئے رسول'' کا مطالعہ کریں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حضرت الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں ایک شبہ نقل فرمایا ہے کہ اس حدیث سے اشکال کیا جا سکتا ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں اور ترمذی نے شمائل میں ذکر کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے معمولات کیا ہوا کرتے تھے انہوں نے فرمایا۔

کان رسول اللہ ﷺ یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخصف نعلہ

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑوں میں جوں تلاش کرتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے۔اور اپنی نعلین مبارک کو سیا کرتے تھے۔

اس کے جواب میں علماء کرام فرماتے ہیں۔

(نمبر۱).....کہ شاید حضور ﷺ کے کپڑوں میں کسی دوسرے شخص سے جوں آگئی ہو بغیر اس کے بدن لطیف سے پیدا ہوئی ہو اور یہ بات بھی ممکن ہے۔

(نمبر۲)....یا کہ یوں کہا جائے کہ اس جگہ لفظ ''فلی'' کا اطلاق خس وخاشاک کے چننے پر اور ان چیونٹیوں کے تلاش کرنے پر ہے جو زمین سے عموماً کپڑوں میں چڑھ آتی ہیں بطور مجاز ہو۔

(۳)....ایک ''فلی'' کی صورت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ اپنے لباس مبارک کی دیکھ بھال فرمایا کرتے اور اسے اس طرح پاک وصاف فرماتے جس طرح عام طور سے لوگ کپڑوں میں جوں

تلاش کرتے ہیں اس مسکین (یعنی الشیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ) کے ذہن میں یہی معنی بیٹھتے اور قرار پکڑتے ہیں (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال علی وجہ الکمال) (مدارج النبوت)

انگوٹھی مبارک

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس ہائے مبارک میں سے انگوٹھی بھی تھی جسے آپ پہنا کرتے تھے۔ اس کا مختصر ذکر حاضر ہے۔

☆ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ آپ کے دست مبارک میں رہی آپ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷜ کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ﷜ کے ہاتھ میں اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین ﷜ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ بیر اریس میں گر پڑی۔ اس کے نگینہ پر محمد رسول اللہ کا نقش تھا۔ (شمائل ترمذی)

(بیر اریس ایک کنوئیں کا نام ہے جو مسجد قبا کی جانب تھا اب تو نجدیوں نے اس کا نشان تک بھی ختم کر دیا ہے)

☆ اس انگوٹھی کے گرنے کی تفصیل یوں ہے کہ یہ انگوٹھی رسول کریم ﷺ میں قبضہ وتصرف میں رہی سیدنا صدیق اکبر ﷜ کے زمانہ خلافت تقریباً دو سال چند ماہ اور سیدنا عمر فاروق ﷜ کے عہد خلافت دس سال اور چند ماہ سیدنا عثمان غنی ﷜ کے پاس چھ سال رہی۔ جمع الوسائل میں ملا علی القادری فرماتے کہ تینوں خلفاء کرام ای خاتم بہ اوللتبرک اس سے مہر فرماتے تبرک کے لیے اپنے پاس رکھتے۔ معلوم ہوا تبرکات کو محفوظ رکھنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج شریف میں ترمذی شریف کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ یہ انگوٹھی "مُعَیْقِب" کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی، معیقب (حضرت سعید بن عاص ﷜ کے آزاد کردہ غلام اور)، حضرت عثمان ﷜ کے خادم کا نام تھا۔ یہ بھی صحابی ہیں

مروی ہے کہ اس انگوٹھی کو بہت تلاش کیا گیا اور کنوئیں کا پانی تین دن تک نکالا گیا اور اسے صاف کیا گیا مگر دستیاب نہ ہوئی۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں کچھ اسرار تھے جس سے کارہائے ملک وملت کا انتظام وابستہ تھا جس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں صفت تھی کیونکہ اس انگوٹھی کے گم ہو جانے کے بعد ان کے ملک میں تفرقہ وفساد شروع ہوئے۔ جیسا کہ مشہور ہے اور رسول اللہ ﷺ کی انگشتری گم ہو جانے کے بعد تفرقے اور فتنے ظہور پذیر ہوئے۔ اس کی ابتداء حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوئی اور قیامت تک فتنے اور خون خرابے ہوتے رہیں گے۔

☆ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ مِنْ وَرَقٍ وَكَانَ فَصُّهُ حَبْشِياً (شمائل ترمذی)

ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشہ کا تھا۔

حبشی کے متعلق اقوال۔ بعض کہتے ہیں کہ سیاہ پتھر تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ جو پتھر تھا حبشہ میں ہوتا ہے اور اس کی کان حبشہ میں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔

لوہے و دیگر دھات کی انگوٹھی کی ممانعت۔ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا کیا بات ہے کہ میں تیرے پاس جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس کے بعد اسے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بنا اور اسے ایک مثقال یعنی ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ کر۔

☆ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی (جس سے بتوں کو ڈھالا جاتا تھا پیتل چونکہ سونے کا ہم رنگ ہوتا ہے اس لئے عربی میں پیتل کو "شبہ" کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ تجھ سے بتوں کی بُو پاتا ہوں یہ سنتے ہی اس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر حاضر ہوا تو لوہے کی انگوٹھی پہن

رکھی تھی ۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا "کیا ہے میں تجھ پر دوزخیوں کا لباس دیکھ رہا ہوں" اس شخص نے اس کو بھی اتار پھینکا اور دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور ایک مثقال پورا کر۔ (ترمذی، ابوداود، مسلم)

(ف) مثقال تولنے کا ایک وزن ہے جو عرف عام ایک درہم (تقریبا ۴ ماشے) کا ہوتا ہے (مصباح اللغات)

سونے کی انگوٹھی۔ اب رہی سونے کی انگوٹھی تو صحیحین میں حضرت براء ابن عازب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو منع فرمایا ہے۔

نیز صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اس کے بعد صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اس انگوٹھی کو اتار پھینکا اور صحابہ کرام نے بھی نکال کے پھینک دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوانے سے منع فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

ائمہ اربعہ اور اکثر علما کا مذہب یہی ہے کہ سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے ناجائز ہے۔

صحابہ کا عشق۔ ایک روایت میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے اپنی سونے کی انگوٹھیاں نکال کے پھینکیں تو کسی صحابی نے اسے نہ اٹھایا۔ بعض نے کہا بھی کہ کیوں نہیں اٹھاتے تمہارا مال ہے انہوں نے جواب دیا ہم اسے ہرگز نہ اٹھائیں گے جس کی حضور ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے اور اسے مکروہ جانا ہے۔ (مدارج النبوت)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا "(کیا) تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے کہ دوزخ کی آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں لے؟ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور (بیچ کر) فائدہ حاصل کر تو اس نے جواب

دیا واللہ! میں اس انگوٹھی کو ہرگز نہ اٹھاؤنگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پھینک دیا ہے (مسلم)

کاش ہمیں بھی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام والا جذبہ نصیب فرمائے کہ جس چیز سے سرکار ﷺ منع فرمائیں اس سے باز آجائیں یہی ایمان ہے اسی میں دوجہان کی کامیابی وسرفرازی ہے۔

سونا اور حریر مرد کے لیے حرام ہیں مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے داہنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر' اور فرمایا کہ ''میری امت کے مردوں پر یہ دونوں حرام ہیں۔

عقیق کی انگوٹھی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم عقیق کی انگوٹھی پہنو اور داہنا ہاتھ زینت کا زیادہ مستحق ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہنو کیونکہ یہ محتاجی کو دور کرتا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ مبارک ہے۔

اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی وہ خیر دیکھے گا اور احادیث میں بھی مروی ہیں لیکن علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیق کی انگوٹھی پہننے کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے۔ مدارج النبوت)

(جمع الوسائل میں امام ملا علی القاری نے فرمایا کہ اس قسم کی روایات نہیں ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے ذکر کیا)

☆ اور چاندی کے نگ کی انگوٹھی کے بارے میں بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انگوٹھی بھی چاندی کی تھی اور نگ بھی چاندی کا تھا اور مسلم میں ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگ حبشی تھا جیسا کہ گزرا علماء فرماتے ہیں کہ ممکن ہے دو انگوٹھی ہوں ایک ایسی اور دوسری ویسی۔ کبھی اسے پہنتے اور کبھی اسے۔

انگوٹھی بطور مہر استعمال فرماتے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قیصر وکسریٰ کے نام خط تحریر فرمانے کا

ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا مہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے تو رسول کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ نقش کرایا (مسلم شریف)

☆ حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کرایا۔ اور لوگوں کو منع فرمادیا کہ اپنی انگوٹھیوں میں اسے نقش نہ کریں۔

☆ بخاری و مسلم میں حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ کَانَ نَقْشُ خَاتِمِ النَّبِیِّ ﷺ محمد سَطرٌ وَرسول سطر وَالله سَطر کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔ ایک سطر میں محمد، دوسری سطر میں رسول، اور تیسری سطر میں اللہ اور فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ کتابت اس طرح ہوگی کہ محمد کی سطر اوپر اور رسول کی سطر درمیان میں اور اس کے بعد اللہ اور فرمایا (لیکن بعض مشائخ کا یہ کہنا ہے) کہ اسم جلالت ''اللہ'' اوپر تھا اور اسم ''محمد'' نیچے اور درمیان میں ''رسول'' تھا۔ جبکہ بخاری کی روایت کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ کہا گیا ہے کہ سطر اول محمد، سطر ثانی رسول اور سطر ثالث اللہ جیسا کہ صاحب مواہب نے فرمایا۔

☆ حضرت انس ﷺ روایت کرتے ہیں کہ

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ نَزَعَ خَاتِمَهٗ (شمائل ترمذی)

رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو انگشتری مبارک اتار کر تشریف لے جاتے (ترمذی)

انگوٹھی کس ہاتھ میں؟ انگوٹھی پہننے کے باب میں اکثر اخبار و آثار اس طرح ہیں کہ داہنے ہاتھ میں بھی پہننا مروی ہے اور بائیں ہاتھ میں بھی۔ اور صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ خواہ داہنے ہاتھ میں پہلے خواہ بائیں ہاتھ میں جائز ہے البتہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کون سے ہاتھ میں افضل ہے بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں یہ نص امام احمد رحمہ اللہ کی ہے اور صالح بن امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ان سے مروی ہے کہ میرے نزدیک بائیں ہاتھ میں پہننا اچھا ہے اور یہی

مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہنے۔ اسی طرح امام احمد و امام شافعی کا مذہب ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ کا ظاہر مذہب بھی یہی ہے۔ (واللہ اعلم)

☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (ابوداود نسائی)

☆ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے یہ کہہ کر انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بعض حفاظ حدیث بیان کرتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا عام صحابہ و تابعین سے مروی ہے اور بعض علماء داہنے ہاتھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ قول حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو روایت کرتے ہیں اس لئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ممکن ہے کبھی داہنے ہاتھ میں پہنتے ہوں اور کبھی بائیں ہاتھ میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں پہننا دونوں میں آخری ہے یعنی داہنے ہاتھ میں پہننا منسوخ ہے اور حق یہ ہے کہ اس کی صحت میں کلام ہے یہ سب باتیں مواہب میں مذکور ہیں۔

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی انگشتری میں یادداشت کے لئے دھاگہ باندھتے تھے تاکہ فراموش نہ کرسکیں۔ دو انگوٹھی یا زیادہ پہننا مکروہ ہے۔ خصوصاً چاندی کی۔ (یاد رہے کہ ایسا کرنا تعلیم امت کے لیے ہے ورنہ نبی کریم ﷺ میں نسیان کہاں تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "این النسیان فی نبی آخر الزمان ﷺ" کا مطالعہ کریں۔

دراصل انگوٹھی پہننے میں بھی اختلاف ہے اکثر اس کو مباح رکھتے ہیں اور غیر مکروہ یعنی جائز اور بعض بقصد زینت مکروہ قرار دیتے ہیں اور بعضے مطلقاً مکروہ کہتے ہیں مگر بادشاہ، صاحب سلطنت اور حکم کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

انگوٹھی پہننے کے فقہی مسائل ۔مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہنا حرام ہے اور چاندی کی صرف ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں ۔کئی انگوٹھیاں یا ایک انگوٹھی کے کئی نگوں والی یا چھلے نہیں پہن سکتے ناجائز ہے ۔اور عورتیں سونا چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں اور چھلے پہن سکتی ہیں لیکن دوسری دھاتوں کی انگوٹھیاں مثلاً تانبا' پیتل' لوہا' اور جستہ وغیرہ تو مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے ۔لڑکیوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات پہننا جائز ہیں اور لڑکوں کے لیے حرام ہیں پہنانے والا گنہ گار ہے۔(انوار شریعت)

مسئلہ ۔یاد رہے گھڑی کی زنجیر سونے' چاندی کی چین (زنجیر) مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔(بہار شریعت)

موزے شریف

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم   موزہ پائے اصابت پہ لاکھوں سلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 'موزے پہنے ہیں اور اس پر مسح کرنا صحت کو پہنچا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بطور نذرانہ سیاہ رنگ کے سادہ دو موزے بھیجے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔('ابن ماجہ' مدارج النبوت' شمائل ترمذی شریف)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دو موزے بھیجے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔

☆موزہ کو پہنے سے قبل جھاڑ لینا ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت امارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ آپ نے اپنے موزے طلب فرمائے ۔ابھی ایک موزہ ہی پہنا

تھا کہ ایک کوا، یا اور دوسرا موزہ لے اڑا تھوڑا اوپر جا کر اس نے موزے کو زمین پر پھینک دیا اس میں سے ایک سانپ نکلا آپ نے فرمایا اس کرامت سے اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام فرمایا ہے۔ نیز فرمایا'' جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اسے چاہیے موزے کو جھاڑ کر پہنے(خصائص کبریٰ)

ف) جانور بھی ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ کی غلامی کرتے ہیں اس طرح کے واقعات فقیر نے اپنی کتاب'' باادب جانور بے ادب انسان'' میں لکھے ہیں مطالعہ کریں۔

موزہ کے مسائل۔ موزہ کا مسح کرنا سنت سے ثابت ہے اس کا تارک گمراہ اور بدعتی ہی ہو سکتا ہے مکمل طہارت و وضو کے ساتھ پہنے گئے موزوں پر مسح جائز ہے معذور اور تیمم والا نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہوتی ہے۔ البتہ اگر کوئی مسلمان پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہنے اور پھر وضو مکمل کر لے تو صحیح ہے ہمارے امام (اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کے نزدیک حدث (وضو ٹوٹنے) لاحق ہونے کے بعد موزہ پر مسح جائز ہے۔ جراب پہنا بھی جائز ہے اور موزہ کے حکم میں جوتا پہننا سنت ہے۔

انتباہ۔ اس موزہ اور جراب پر مسح کرنے کا حکم ہے جو رنگے ہوئے چمڑے کے بنے ہوئے ہوں آجکل بعض ٹیڈی قسم کے مجتہد اونی کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں جو سراسر دھوکہ ہے اور ناجائز ہے۔ اس موضوع پر فقیر کا رسالہ'' ترک الصواب فی مسح علی الجراب'' خوب ہے مطالعہ کریں۔

نعلین مبارک

حضور اکرم ﷺ نعلین شریف پہنا کرتے تھے اگر پاؤں کو بالکل ڈھانپ لے تو وہ موزہ کہلاتا ہے ورنہ نعلین کہتے ہیں۔

☆ بخاری میں ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ

كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا قِبَالَانِ (شمائل ترمذی)

حضور ﷺ کی نعلین شریف کیسی تھیں تو انہوں نے بتایا کہ اس میں دو تنیاں تھیں یعنی ہر پاپوش مبارک میں دو تسمے تھے ایک تسمہ انگوٹھا اور اس کی ساتھ والی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس کو ''اشراک'' (یعنی جوتے کا تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے) بھی کہتے ہیں۔ (مدارج ا)

فائدہ۔ یہ جوتا مروجہ قینچی چپل یا ہوائی چپل سے مشابہ تھا۔

☆ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے جو دوہرے تھے۔ (شمائل ترمذی)

☆اعلان نبوت سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے عسرت کے باعث برہنہ پا بھی خرام فرمایا مگر اعلان نبوت کے بعد وصال شریف سوائے صحن کعبہ اور مقام عبادت کے کبھی ننگے پاؤں نہیں پھرے۔

☆<u>جوتا پہننے کا سنت طریقہ</u> یہ ہے کہ دائیں سے پہننا شروع کرے یعنی دائیں پاؤں جوتے ڈالے۔ جوتا اتارنے پہلے بائیں پاؤں باہر نکالے۔

☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں جو کوئی جوتی پہنے اسے چاہئے کہ پہلے دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے۔ دائیں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم اور نکالنے میں موخر ہونا چاہیے (بخاری ومسلم ترمذی)

<u>یاد رہے</u> دائیں کا اصول صرف جوتے پہننے میں خاص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت وآرام کے لیے ہو مثلاً لباس پہننا' مسواک یا کنگھی کرنا۔ ناخن تراشنے کا آغاز بھی دائیں طرف سے کرے

☆ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم روف ورحیم ﷺ کنگھی فرماتے نعلین شریف پہنتے اور اعضاء وضو دھونے میں حتی الوسع دائیں طرف کو پسند فرمایا کرتے تھے

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی نعل رسول ﷺ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ پھرے چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے (شمائل ترمذی)

(ف) ایک جوتا پہننے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر عادی عمل ہے اور گرنے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کرنا امراض پیدا کرنے کا باعث ہے۔

☆ جوتے پہنا سنت کے ساتھ راحت کا باعث بھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جوتے بہت زیادہ لے لیا کرو' کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنے رہتا ہے' گویا سوار ہوتا ہے (مسلم)

نعلین شریف کے برکات

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج شریف میں لکھتے کہ علماء متقدین نے نعلین شریف کی تمثال ونقشے میں علیحدہ رسالے تصنیف فرما ہیں۔ اور اس سے برکت ونفع اور فضل حاصل ہونا بیان کیا ہے اور مواہب میں اس کا تجربہ لکھا ہے کہ مقام درد پر نعلین شریف کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہو جاتی ہے اور شیطان کے مکرو فریب سے امان میں رہتا ہے۔ اور حاسد کے شر وفساد سے محفوظ رہتا ہے۔ مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس کی تعریف ومدح اور اس کے فضائل میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔ (مدارج ا)

فقیر اویسی غفرلہ نے انہیں علماء کرام کے فیض سے کتاب' نیل المرام فی نعل سیدالانام ﷺ (عرف نعلین مصطفی ﷺ کے فضائل وبرکات) لکھی جو جدت مدینہ سے شائع ہو رہی ہے۔

بستر مبارک ۔ ہمارے آقا کریم روف ورحیم ﷺ باوجودیکہ شہنشاہ دارین مختار کل ہونے کے ہر معاملہ میں سادگی کو پسند فرماتے تھے ملبوسات میں سادگی کے نمونے فقیر نے عرض کئے بستر مبارک بھی نہایت سادہ تھا چڑے میں کھجور چھال' اسی کو تو شک سمجھ لیجئے اسی کو گدا سمجھ لیجئے۔ عام

بستر تو ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا' دوہرا بچھا دیا جاتا اسی آرام فرماتے۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔

صحیحین میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک جس پر آپ استراحت فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ (بخاری' مسلم' شمائل ترمذی' مشکوٰۃ)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (سادہ) بستر شریف دیکھا تو اس عورت نے میرے پاس ایسا بستر بھیجا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اسے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں انصاریہ عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بستر شریف دیکھا تو یہ بستر اس نے بھیج دیا۔ فرمایا اے عائشہ: اسے واپس کردو اس کے بعد فرمایا اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ حاضر کردیتا۔ (مدارج النبوت ج ا۔ عن البیہقی)

مطلب یہ ہے کہ میرا بستر میرا زہد اور میری ریاضت ہے۔ یہ سادگی آپ کی اختیاری تھی ورنہ تو آپ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کروں تو پہاڑ سونے کے ہو جائیں اسی کو ہم اہلسنت مختار کل سے تعبیر کرتے ہیں'' اس موضوع پر فقیر کی کتاب ''اختیار کل لمختار کل'' کا مطالعہ کریں۔

☆ امام احمد نے اپنی مسند میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ایک چٹائی پر آرام فرماتے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر پڑا ہوا تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر سوائے تہبند شریف کے اور کچھ نہ تھا اور کاشانہ نبوت کے ایک گوشے میں تقریباً ایک صاع جو پڑے تھے اور ایک کھال دیوار پر آویزاں تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب تمہیں کس چیز نے رولایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ، کاش کہ آپ اس سے بہتر و نرم

بستر پسند فرماتے ؟! ایک روایت یوں بھی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کیوں نہ روؤں جبکہ قیصر وکسریٰ باغات اور نہروں میں سونے کے تختوں پر ریشم کے بستروں پر آرام کریں اور آپ محبوب خدا ہیں چٹائی پر اس حال میں آرام فرمائیں۔'' فرمایا اے خطاب کے بیٹے! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے'' جبکہ مدارج النبوت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے، میرا قصہ اور میری داستان اور دنیا کی داستان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار گرمی میں سفر کر رہا ہو پھر ستانے کے لئے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائے اس کے بعد وہ سفر کو چل دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: چٹائی پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی اور سر مبارک کے نیچے ٹاٹ کا تکیہ کھجور کی چھال سے بھرا ہوا رکھا تھا۔

نصیحت۔ حضور سرور کونین ﷺ کے اس فرمان میں اہل ایمان کو یہ نصیحت ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی آخرت کو پیش نظر رکھے دنیا کے عیش و آرام میں مست نہ ہو جائے۔

اللہ اکبر کاشانہ نبوت۔ رحمت للعالمین، سرور دنیا و دین، امام الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین شہنشاہ کونین محبوب ﷺ کے کاشانہ اقدس میں سادگی کی کیا بات ہے کہ جن کے ٹکڑوں پہ پلتا ہو سارا جہاں ان کے گھر میں صرف ایک صاع جَو ایک کھجور کی چٹائی، ٹاٹ کا تکیہ ایک کھال بعض روایات میں ایک کوزہ بھی ہے۔ دیواروں کی یہ حالت کہ کھجور کی شاخوں یا مٹی کے ڈھیلوں کی بنی ہوئی تھیں چھت بھی کھجور کے پتوں کی تھی۔ یہ کمرہ ہے جس پر خدا کی ساری خدائی قربان ہے۔

اک جہاں نہیں دو جہاں فدا دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑں جہاں نہیں۔

چونکہ فقیر کا موضوع لباس ہے ورنہ جی تو چاہتا ہے محبوب کریم ﷺ کے مبارک کمرہ کے ساتھ منسوب اک اک تنکے کی تعریف پر زندگی گذار دی جائے۔

منقول ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تو اس پر آرام فرما

لیتے تھے ورنہ زمین پر ہی استراحت فرمالیتے تھے۔ (مدارج النبوت)

چار پائی (پلنگ) مبارک۔ حضور پر نور ﷺ کی ایک چار پائی (پلنگ) مبارک تھا جس کے پٹی کے پائے' رشاج (لکڑی) کے اس پر بستر چمڑے کا تھا' جس میں چھلکے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر ایک ٹاٹ تھا جس کی تہہ کر کے رات کو اس پر آرام فرماتے تھے۔

نیا لباس کس دن پہنا جائے اور سلوایا جائے؟ اور روضہ میں ہے کہ نیا لباس مبارک ایام میں سلوائے اور پہنے' جیسا کہ روایت میں ہے (ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) جس نے اتوار کے دن کپڑا سلوایا اسے صدمہ پہنچے گا اور برکت سے خالی ہوگا۔ جس نے پیر کے دن سلوایا بابرکت ہوگا جس نے منگل کے دن سلوایا وہ چوری ہوگا یا پانی میں ڈوب جائے گا۔ جس نے بدھ کے دن کپڑا کاٹا یا سیا اس کے رزق میں برکت میں وسعت ہوگی اور فراخی معیشت بالمشقت حاصل ہوگی۔ جس نے جمعرات کو سیا یا کاٹا اللہ تعالیٰ اسے علم وحکمت عطاء فرمائے گا۔ اس کے رزق میں برکت دے گا اور لوگوں میں معزز ومکرم فرمادے گا۔ جس نے جمعہ کے دن کپڑے سئے اس کی عمر دراز ہوگی اور مال زیادہ ہوگا۔ اور جس نے ہفتہ کے دن کپڑے کاٹے اور سئے وہ بیماری کا شکار ہوگا جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا اور زاد المتورعین'' میں ہے کہ یہ اقوال حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات عالیہ میں سے ہیں اور حدیث سے ثابت نہیں البتہ حدیث میں ہے کہ نیا لباس شب جمعہ یا جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پہنے ۔ اور اگر ہو سکے تو عیدین کے موقعہ پر نیا لباس پہنے کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ نیا لباس پہنے والے کو مبارک باد کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور لطف وکرم سے اسے امن وامان اور سکون واطمینان حاصل ہو۔

فقیر اویسی غفرلہ عرض گذار ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر عید میلاد النبی ﷺ کی خوب خوب خوشی منائیں خوبصورت لباس پہنیں بہت ۔

زیادہ برکتیں حاصل کریں۔

لباس کی تفصیل قدرے مکمل ہوئی سر میں تیل لگانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے کا ذکر بھلا معلوم ہوتا ہے برکت کے لیے عرض کیا جاتا ہے۔اور پھر جنگی لباس کا بھی مختصر ذکر ہوگا۔

آنکھوں میں سرمہ لگاتے۔

۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔

قَالَ کَانَ النَّبِیُّ یَکْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ (شمائل ترمذی)

کہ نبی کریم ﷺ نیند کرنے سے قبل ہر آنکھ میں اثمد سرمہ کی تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

اور یزید بن ہارون کی روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے نیند فرمانے سے قبل آپ ہر آنکھ مبارک میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

اثمد سرمہ اور اس کے فوائد۔اثمد سنگ سیاہ سرمہ کا پتھر۔بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سرمہ اصفہان میں پایا جاتا ہے اس کی فضیلت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اسے استعمال فرمایا کرتے تھے عشاق کے لیے تو محبوب کی ہر شئی محبوب ہے۔ویسے نبی کریم ﷺ نے اس کے طبی فوائد بیان فرمائے ہیں۔کہ اثمد سرمہ استعمال کیا کرو یہ بینائی کو جلا دیتا ہے یعنی آنکھوں کی نورانیت زیادہ ہوتی ہے اور دماغ میں جو خراب مادہ ہے آنکھوں کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے (ترمذی، سنن ابی داود)

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ تمام سرموں سے بہتر اثمد سرمہ ہے آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کو اگاتا ہے

سرمہ لگانے کا سنت طریقہ۔سرکار دو جہاں ﷺ ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگایا کرتے تھے ۔احادیث مبارکہ میں طاق بار سرمہ لگانے کا فرمایا گیا ہے''

علماء کرام نے سرمہ لگانے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں (۱) دو سلائیاں داہنی آنکھ میں اور تین سلائیاں بائیں آنکھ میں اور ایک سلائی داہنی آنکھ میں یعنی داہنی آنکھ سے شروع کرے اور داہنی پر ہی ختم کرے۔ تین سلائیوں سے زائد طاق کی صورت میں یہی طریقہ رکھے کہ داہنی آنکھ سے شروع کر کے داہنی پر ہی ختم کرے۔ (۲) تین سلائیاں داہنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں۔ ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنے اجر ہے (عرض کر دیا گیا ہے)

یاد رہے کہ ہر طرح کا سرمہ جو آنکھوں کو فائدہ دیتا ہو استعمال کرنا جائز ہے البتہ اثمد سرمہ استعمال کرنا افضل ہے۔

جنگی لباس۔ حضور اکرم ﷺ جب کسی غزوہ میں جہاد کی غرض سے تشریف لے جاتے تو جنگی لباس زیب تن فرماتے۔ چند غزوات میں جو جنگی لباس زیب تن فرمایا اس ذکر کیا جاتا ہے۔

غزوہ احد میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے دو زرہیں زیب تن فرمائیں تھیں۔ پس آپ ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھے (آپ ان پر کھڑے ہو کر) چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کے ٹھہر گئے۔ زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لی (شمائل ترمذی)

تفصیل یوں ہے کہ غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ کو چہرہ اقدس پر پتھر لگنے سے نچلا ہونٹ مبارک زخمی ہوا اور رخسار پر زرہ کی کڑی دھنس گئی اور ادھر ابن قمیئہ نے آواز دیکر یہ خبر پھیلادی کہ رسول کریم ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ اس کڑے وقت میں آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر اپنے صحابہ کرام کو اپنا رخ زیبا دیکھائیں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں کہ شہید ہو جانے والی خبر غلط ہے۔ چنانچہ آپ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر ایک چٹان پر چڑھ گئے روای جنگی لباس کی طرف ارشارہ کرتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں اس وقت آپ نے دو زرہیں زیب تن فرمائی ہوئی

تھیں۔

☆ حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاہَرَ بَیْنَہُمَا۔ (شمائل ترمذی)

رسول کریم ﷺ نے احد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں جو کہ اوپر نیچے تھیں۔

رسول کریم ﷺ غزوات میں خود پہنتے تھے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (فتح مکہ کے موقعہ پر) رسول کریم روف ورحیم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی آپ سے عرض کیا گیا یہ ابن خطل ہے جو غلاف کعبہ پکڑے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اس کو قتل کردو۔ (شمائل ترمذی)

☆ انہیں سے روایت ہے کہ رسول کریم روف ورحیم ﷺ نے سر اقدس سے خود اتار لیا تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کردو ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں باندھا تھا (شمائل ترمذی شریف)

نیا لباس پہننے کا ورد۔ اور روضہ میں ہے کہ جو شخص نیا لباس پہنے تو دس مرتبہ سورۃ القدر "انا انزلناہ" پڑھکر پانی پر دم کرے اور کپڑوں پر چھڑکے برکت ہوگی اور نیا لباس نماز کی نیت سے پہننے کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ لباس ادا کریں اور یہ دعا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ وَ لَحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ وَالْحمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِہٖ تُصْلِحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ثَوْبًا مُبَارَکًا اَشْکُرُ فِیْہِ نِعْمَتِکَ عِبَادَتِکَ وَاُحْسِنَ فِیْہِ عِبَادَتِکَ وَاعْمَلُ فِیْہِ بِطَاعَتِکَ وَاسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَالْتَجِیْ اِلَی اللّٰہِ

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اِسْتِیْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِیْلٍ وَکَثِیْرٍ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ وَالنَّقٰی فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَّۃَ وَالْغِنٰی وَالتَّوْفِیْقِ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

اس دعا کو پڑھنے سے لباس پہننے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

لباس اتار کے رکھنے کا سنت طریقہ۔لباس بدن سے اتار کر لپیٹ کر تہہ کر کے حفاظت کے ساتھ رکھنا سنت ہے۔ورنہ شیطان اسے پہنے گا۔اسی طرح موزوں کو بھی باحفاظت رکھے نیا لباس پہنتے وقت تعوذ وتسمیہ پڑھے اور اگر نیا عمامہ (دستار رپگڑی) چادر یا موزے پہنتے وقت تین باریا سات بار سورہ فاتحہ بھی پڑھ لے تو جسم میں فرحت اور آسودگی پیدا ہوگی۔صحت وعافیت سے رہے گا' بیماری دور ہوگی اور اگر مقروض ہو تو قرض ادا ہو جائے گا اور مزید نئے کپڑے جلد میسر آئیں گے۔چاہئے کہ پرانا لباس غرباء ومساکین کو دے یا اپنے اہل وعیال میں کسی مستحق کو دے کیونکہ اس میں بے شمار اجر وثواب ہے۔

فقیر اویسی غفرلہٗ نے اہل محبت کے لیے سرکار ﷺ کے لباس مبارک کو یکجا جمع کرنے کی سعی کی ہے ۔دعا ہے کہ اللہ کرے فقیر اور قارئین کرام کے لیے ذریعہ نجات ہو آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین وصلیٰ اللہ تعالی علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہٗ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور پنجاب پاکستان

آج مورخہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ بروز پیر شریف کو فقیر محمد فیاض احمد اویسی رضوی نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں اس مضمون کی تصحیح وترتیب سے فارغ ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ اور تحفظ ختم نبوت

تحریر محمد احمد حسن قادری

شیخ التفسیر والحدیث حضور مفسر اعظم صاحب کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ وطن عزیز پاکستان کے عظیم مصنف اور جماعت اہلسنت کے صاحب تصنیف بزرگ ہیں سینکڑوں موضوعات پر آپ کی تین ہزار سے زائد تصانیف موجود ہیں۔

درج ذیل سطور میں ہم مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت کے موضوع پر لکھی جانے والے آپ کی تصانیف پر مختصر تعارفی نوٹ لکھیں گے۔ حضور فیض ملت مدظلہ کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کے لئے تو ایک وسیع دفتر درکار ہے شاید کوئی سنی ادیب اسلام کے اس عظیم مصنف اہلسنت کے اس عظیم محسن (امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ایسا مصنف جس کا مد مقابل کہیں نہیں نظر آتا) کے حالات وواقعات اور خدمات پر جامع کتاب تصنیف کردے۔ لیجئے حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق پڑھئے اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنا فریضہ سرانجام دیجئے شکریہ۔

تعارف حضرت مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ

حضرت اویسی کا اسم شریف محمد فیض احمد ہے۔ آپ 1932ء کو حضرت مولانا نور احمد کے ہاں حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق لاڑ خاندان سے ہے جن کے متعلق بعض کے نزدیک یہ ہے کہ یہ خاندان حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول ﷺ) کی اولاد سے ہے۔ حضرت اویسی مدظلہ نے حفظ قرآن حکیم کی تعلیم حضرت حافظ سراج احمد، حافظ جان محمد اور

حافظ غلام یٰسین سے حاصل کی، فارسی کی کتب حکیم مولانا اللہ بخش سے پڑھی، علوم عربیہ کی کتب حضرت خورشید ملت مولانا خورشید احمد فیضی، استاد العلما مولانا عبدالکریم فیضی اور حضرت سراج الفقہاء مولانا سراج احمد (رحمہم اللہ علیہم) سے پڑھی۔ درس حدیث کی تعلیم حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 1952ء میں تعلیم مکمل کر کے اپنے آبائی گاؤں بستی حامد آباد میں واپس آ گئے اور ایک دینی ادارہ جامعہ اویسیہ منبع الفیوض قائم کیا یہ ادارہ پندرہ سال تک علم کی شمع روشن کیے ہوئے تھا ابھی سفر خدمت دین جاری تھا کہ حضور فیض ملت بہاول پور تشریف لے آئے اور دارالعلوم اویسیہ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جو اس وقت وطن عزیز پاکستان کا ایک عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔

سلسلہ بیعت۔ حضرت مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ نے حضرت الحاج خواجہ محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی) کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سند مجاز بھی حاصل کی ہے۔ مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مصروف عمل جمعیت العلماء پاکستان سے منسلک رہے۔

اولاد امجاد۔ آپ کے چار صاحبزادے بنام:

حضرت حافظ مفتی محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ عطاء الرسول اویسی

حضرت حافظ محمد فیاض احمد اویسی

حضرت حافظ محمد ریاض اویسی ہیں

ایک صاحبزادی بھی ہے۔

ملک بھر کے علاوہ ممالک اسلامیہ و دیگر مختلف ممالک میں اپنے تلامذہ کثیر تعداد میں ہیں جو خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے والے اس عظیم بزرگ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حرمین شریفین اور مسجد نبوی شریف میں متعدد بار اعتکاف اور تراویح میں قرآن پاک پڑھنے سے مشرف ہوئے ہیں۔ اللہ کریم عزوجل کے حضور التجاء ہے کہ نبی کریم ﷺ کے طفیل ہمارے اس عظیم بزرگ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

حضرت فیض ملت کی تصانیف پر ایک نظر

حضور مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی درج ذیل کتب خدمت اسلام کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے:

۱۔	ترجمہ روح البیان بنام فیوض الرحمان	16 جلدوں میں
۲۔	عربی تفسیر بنام فضل المنان تفسیر آیات القرآن	10 جلدوں میں
۳۔	اردو تفسیر بنام فیض القرآن	30 جلدوں میں
۴۔	فیض الرسول فی اسباب النزول	10 جلدوں میں
۵۔	شرح حدائق بخشش	25 جلدوں میں
۶۔	شرح مثنوی و معنوی (مولانا روم)	25 جلدوں میں
۷۔	الفیض الجاری شرح صحیح البخاری	10 جلدوں میں
۸۔	احادیث موضوعہ	5 جلدوں میں
۹۔	مواعظ اویسیہ	10 جلدوں میں
۱۰۔	الحات فی شرح مشکوۃ	5 جلدوں میں
۱۱۔	کشکول اویسی	10 جلدوں میں

۱۲۔	... (رسائل اویسیہ)	10 جلدوں میں
۱۳۔	فتاوی اویسیہ	10 جلدوں میں
۱۴۔	شرح دارمی	8 جلدوں میں
۱۵۔	رسائل اویسیہ	5 جلدوں میں
۱۶۔	راز و نیاز	5 جلدوں میں
۱۷۔	خواتین کا اسلامی نصاب	5 جلدوں میں
۱۸۔	تفسیر اویسی	15 جلدوں میں
۱۹۔	ترجمہ مسلم مع مختصر حاشیہ	10 جلدوں میں
۲۰۔	ترجمہ ترمذی مع مختصر حاشیہ	5 جلدوں میں
۲۱۔	بیاض اویسی	5 جلدوں میں
۲۲۔	اویسی نامہ	5 جلدوں میں
۲۳۔	انوار المغنی فی شرح دار قطنی	10 جلدوں میں
۲۴۔	الاحادیث السعیہ فی الفتاوی الرضویہ	5 جلدوں میں
۲۵۔	نعم الحامی شرح جامی	10 جلدوں میں

اس کے علاوہ اور بھی کافی ساری کتب ہیں جو کہ دو دو یا تین تین اور چار چار جلدوں پر مشتمل ہیں نیز حضرت اویسی صاحب مدظلہ کی کل تصانیف کی فہرست بنام "علم کے موتی" کے مطابق تین ہزار سے زائد ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم حضرت اویسی مدظلہ کی خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ اور تحفظ ختم نبوت وطن عزیز کے عظیم مصنف اور صحافی جناب محترم المقام علامہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب مدظلہ نے حضرت فیض ملت

مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کا ایک انٹرویو کیا تھا اس میں ختم نبوت کے حوالہ سے دو سوال تھے جو کہ درج ذیل ہیں اور ساتھ حضرت اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات بھی شامل ہیں:

سوال: ختم نبوت اور جہاد کے موضوعات پر کوئی عملی کام؟

جواب ختم نبوت اور جہاد پر فقیر (حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب) کے متعدد رسالے ہیں کچھ مطبوعہ ہیں اکثر غیر مطبوعہ۔

سوال تحریک ختم نبوت کے حوالے سے آپ کا کام؟

جواب جب پاکستان میں تحریکیں برائے ختم نبوت چلی تھیں فقیر ہر دونوں (1953, 1974) میں اپنے اکابر کے ماتحت ان میں شامل رہا۔

ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے سوالوں کے جواب میں حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات سے یہ بات بھی واضح طور پر عیاں ہو گئی کہ آپ جہاد ختم نبوت کی ان تحریکوں، تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھی شامل تھے۔ درج ذیل سطور میں ہم حضور فیض ملت کی تصانیف کی فہرست علم کے موتی میں درج کتب میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر تصانیف کو نمبروار درج کر رہے ہیں آخر پر جو کتب ہمارے پاس موجود ہیں ان کا مختصر تعارف لکھ رہے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت اور رد فتنہ مرزائیت کے موضوع پر حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی کتب کی فہرست

نمبر شمار	سیریل نمبر	نام کتاب	کیفیت
1	***	مرزا کے عقائد و اخلاق	مطبوعہ
2	029	آئینہ مرزا نما	==
3	370	قادیانی کا فریوں؟	==
4	371	القول الجلی فی الی کعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی	==

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

1974, 1985 [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

5	372	القول الفصیح فی قبر المسیح	==
6	491	امام مہدی رضی اللہ عنہ	غیر مطبوعہ
7	521	الامر النجیح فی حیاۃ المسیح	==
8	527	انگریز کا پٹھو (قادیانی)	==
9	555	این التبیان فی النبی آخر الزمان	==
10	573	اویسی نوٹ بک	
11	590	اسلام کی فتح عرف مناظر مسلمان اور مرزائی بے ایمان	==
12	695	ابطال الباطل الکلام الجاہل لا حاصل	==
13	925	پنجابی دجال	==
14	936	تقابل مذاہب وادیان	==
15	1206	جھوٹے نبی	==
16	1237	حیات عیسیٰ علیہ السلام	==
17	1240	حالات امام مہدی رضی اللہ عنہ	==
18	1316	حملہ قادیانی بر امام شعرانی	==
19	1365	خدا کی خدائی محمد مصطفی ﷺ کی مصطفائی	==
20	1387	خود مدعی۔ خود منکر (قادیانی)	==
21	1403	خلافت خاتم الانبیاء علیہ السلام	==
22	1453	دشمن احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدت کیجئے	==
23	1492	دجال کا جال	==
24	1538	ریاض الجنان فی حیاۃ النبی آخر الزمان	==
25	1546	رد بد مذاہب	==

26	1581	ردمرزائیت	==
27	1623	السیف المسول علیٰ شاتم الرسول	==
28	1809	شیدائے ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم	==
29	1962	عقائدنامہ	==
30	2132	فیصلہ حق وباطل ردمرزائیت	==
31	2138	فرقے ہی فرقے	==
32	2213	قادیانی انگریزی پودا	==
33	2291	قادیانی کی کہانی اس کی اپنی زبانی	==
34	2292	قہر سبحانی بر دجال قادیانی	==
35	2395	گستاخ نبوت کا انجام بد	==
36	2404	گستاخ واجب القتل	==
37	2405	گستاخ رسول کا قتل	==
38	2426	لا نبی بعدی	==
39	2501	مرزائیت کی شرارت	==
40	2550	مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے	==
41	2554	المہدی والمسیح	==
42	2786	بدمذہب لڑکیوں اور لڑکوں سے نکاح	==
43	2969	کلمۃ الحق	==
44	**	علمائے امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کے کا جواب	==
45	**	خواجہ غلام فرید چاچڑانی، مرزا غلام احمد قادیانی	==

درج بالا فہرست میں درج کتب مجاہدین ختم نبوت کے لئے ایک عظیم ذخیرہ ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ درج بالا کتب رسائل کی تعداد پنتالیس ۴۵ ہے جن میں سے صرف چند رسائل و کتب مطبوعہ ہیں۔ مطبوعہ کتب میں سے تین کتب راقم کے پاس موجود ہیں ان تین کتب کا مختصر تعارف ذیل کی سطور میں تحریر کر رہا ہوں۔

ا۔ آئینہ مرزا نما

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ بقلم خود اس کتاب کے شروع میں رقمطراز ہیں کہ

مرزا غلام احمد قادیانی باتفاق علمائے دین و مشائخ اسلام کافر و مرتد ہے اور خارج از اسلام ہے اس کے ساتھ جو بھی اس کے جھوٹے دعویٰ نبوت و دیگر دعاوی باطلہ کو حق اور سچ سمجھتا ہے وہ بھی کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف ''حسام الحرمین شریف'' و دیگر تصانیف مبارکہ میں اس کے کفر و ارتداد پر براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرما کر علمائے ملت و مشائخ اسلام کی تصدیقیں و تقریظیں ثبت فرمائی ہے۔ فقیر ان کے فیض سے یہ رسالہ ''آئینہ مرزا نما'' مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات کا مجموعہ پیش کر رہا ہے: (آئینہ مرزا نما ص ۴)

نیز اس رسالہ میں قادیانی کی کفریہ عبارات اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن و حدیث حرمین طیبین اولیاء کرام و علمائے عظام سے متعلق ترتیب وار درج کی ہیں تاکہ قارئین کرام آستین کے سانپ قادیانیوں کے گرو اور انگریزی نبی مرزا غلام قادیانی کے کفریات سے آگاہ ہو۔ اپنے ایمان کا تحفظ کر سکیں۔ آخر کتاب قادیانی عبادت گاہ کی ایک تصویر شامل اشاعت کی ہے جس پر قادیانی کلمہ تحریر ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ احمد لکھا ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن اقدس

سے وابستہ رکھے۔ (آمین)

۲۔ القول الفصیح فی قبر المسیح

اس کتاب کے پیش لفظ میں حضور فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ

آج کل ذریت مرزا (یعنی مرزائی/قادیانی/احمدی) کا زور بڑھتا جا رہا ہے اور عوام کے سامنے اپنی تحقیق کی ڈینگیں مارتے پھرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہو گئے تو پھر ان کے لئے واپس تشریف لانے کا کیا معنے جب کہ ان کی قبر کشمیر (سرینگر) میں موجود ہے مجھے ان کے اس دھوکہ سے تعجب ہوا کہ یا اللہ عزوجل جہالت کا بیڑا غرق کیوں نہیں ہو جاتا جبکہ سورج کی روشنی سے بھی واضح امر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ فوت ہوئے نہ ہی ان کی قبر کا سوال پیدا ہوتا ہے لیکن باطل پرستی کے سامنے اگر حق بایں معنی خاموش ہو جائے تو باطل سر اٹھاتا ہوا غریب عوام کو کھا جاتا ہے۔

فقیر خادم اسلام (حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ) نے قلم کے زور سے یہ مختصر رسالہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل حق کے لئے تقویت اور اہل باطل کو حق قبول کرنے کی توفیق بخش اور میرے لئے باعث نجات بنائے۔ آمین (القول الفصیح ص ۲)

۳۔ مرزا قادیانی کے عقائد و اخلاق

کتاب کے نام سے ہی موضوع واضح ہے خود مصنف حضرت فیض ملت صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ

جس قادیانی کے لئے نبوت کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے اخلاق وعقائد کیسے تھے اس سے منصف مزاج خود سمجھ لے کہ جس شخص کے اخلاق وعقائد اتنا گھٹیا ہوں وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مثل مسیح یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارات جو معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

انکار ختم نبوت کے انکار، جہاد کے خلاف، وغیرہ جیسے موضوع پر ہیں ترتیب دی گئی ہیں۔

الحاصل حضرت فیض ملت مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ نے جہاں خدمت اسلام کے سلسلہ میں تفسیر حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، سائنس، عقائد و اعمال اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر اپنا قلم رواں رکھا وہیں حضرت مفسر اعظم فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ منکرین ختم نبوت بالخصوص فتنہ قادیانیت کیخلاف اپنا قلم رواں رکھا رب کریم اللہ عزوجل کے حضور التجا ہے کہ نبی کریم مدنی سرکار رحیم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم سب کو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو حضور فیض ملت حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ کے فیض روحانی سے مستفید ہونے اور آپ کی تصانیف جو کہ صرف ختم نبوت کے موضوع پر تین درجن سے زائد اور کل تین ہزار سے زائد ہیں ان کتب کی اشاعت کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔الراقم خادم علمائے حق

محمد احمد حسن قادری (فیصل آباد)

30-08-2007

بروز جمعرات ۱۶ شعبان ۱۴۲۸ھ

نوٹ:۔ یہ مقالہ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کی ظاہر حیات میں لکھا گیا۔ محترم و مکرم جناب محمد احمد حسن قادری کے شکریہ کے ساتھ من عن شائع کیا جا رہا ہے۔

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور

جہاں سے گذشتہ نصف صدی سے عشق رسول ﷺ کی خیرات تقسیم ہو رہی ہے جامعہ میں اسلامیہ، عربیہ قدیم وجدید علوم پڑھائے جا رہے ہیں۔ طلباء کو نماز باجماعت کے ساتھ ذکرواذکار کی پابندی کرائی جاتی ہے۔

طالبات کے لیے شعبہ ناظرہ، حفظ، تجوید، درس نظامی کا علیحدہ باپردہ کلاس روم کا انتظام ہے۔

ادارہ کے ملحق اہلسنت کی عظیم **جامع سیرانی مسجد** ہے جس کی تعمیر تو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے مسجد شریف کا گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یاد مدینہ کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے۔ آپ کے ادارہ کے فضلاء دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں روپے ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنے صدقات، خیرات وعطیات، زکوۃ میں سے جامعہ میں زیر تعلیم مستحق طلباء کے لیے ضرور حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں

عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور مسلم کمرشل بنک عیدگاہ برانچ بہاولپور اکاونٹ نمبر یہ ہے 1136-01-02-1328-2

منجانب ناظم اعلیٰ جامع اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

تصنیفات لطیف

دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسرِ اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپور

- روح البیان اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن (12 جلد)
- ابوین مصطفیٰ
- امیر معاویہ
- اُوجھڑی کی کراہت
- اچھی مائیں
- اولیاء اللہ کے تصرفات
- بڑھیا کا بیڑا
- بدنگاہی کی تباہی
- تبلیغی جماعت کے کارنامے
- چراغاں کا ثبوت
- حاضر و ناظر کا ثبوت
- خوشبوئے رسول ﷺ
- دیوبندی بریلوی فرق
- ذکر اویس
- رفع یدین
- سیدزادی کا نکاح غیر سید سے
- علم حضرت یعقوب علیہ السلام
- گستاخوں کا برا انجام
- میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟
- وہابی دیوبندی کی نشانی
- کالج اور لڑکی
- امام حسین و یزید
- آداب رسالت کی قدر و منزلت
- اذان بر قبر
- آرام گاہ رسول ﷺ
- برکات گیارہویں شریف
- بہشتی دروازہ
- پڑھا لکھا امی
- جن اور وہابی
- حق مذہب اہلسنت
- خوابوں کی تعبیر
- دلوں کا چین
- دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت
- ذکر سیرانی
- سیرت سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ
- شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ
- غم ٹال وظیفے
- مردے سنتے اور جانتے ہیں
- معراج مصطفیٰ ﷺ
- غیر مقلدین کی ننگے سر نماز
- امام حرم اور ہم
- المعجزات
- آداب رسالت کی قدر و منزلت
- آمین آہستہ کہنے کا ثبوت
- آئینہ مودودی
- آئینہ شیعہ نماز
- آئینہ دیوبند
- یزید کے غازی
- اذان بلال
- بلی کے خواب میں چھیچھڑے
- تعویذات و عملیات اویسی
- تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ
- معجزہ شق القمر
- حج کا ساتھی
- حاضر و ناظر کا ثبوت
- محراب مسجد بدعت ہے
- ختم شریف مع بخشنے کا طریقہ
- شرح حدیث لولاک
- سفر نامہ شام و عراق
- سلسلہ اویسیہ کے ثبوت کی تحقیق

اویسی بک سٹال [illegible] پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630